دوم ایڈیشن: جُمادی الثانیہ 1442ھ/فروری 2021

تعزیت سے متعلق دینی تعلیمات اور مروّجہ بدعات ورسومات کو سمجھنے کے لیے عام فہم کتاب

تعزیت سُنّت کے مطابق کیجیے!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق اور کرم نوازی سے آج سے تقریباً تین سال پہلے ’’تعزیت سنت کے مطابق کیجیے !‘‘ کے نام سے ایک مختصر سا رسالہ تحریر کیا تھا، جو کہ کافی مفید اور اہم ثابت ہوا۔ پھر اپنے ’’سلسلہ اصلاحِ اَغلاط‘‘ کے تحت اسے کافی تفصیل اور اضافہ کے ساتھ قسط وار شائع کیا جو کہ نو قسطوں میں مکمل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انھیں بہت زیادہ پسند کیا گیا۔

اب سال گزرنے کے بعد ارادہ ہوا کہ تعزیت کے احکام سے متعلق تحریر کیے جانے والے ان تمام سلسلوں کو یکجا شائع کیا جائے تاکہ استفادہ میں سہولت رہے۔اس لیے نو قسطوں پر مشتمل یہ مجموعہ تصحیح و نظر ثانی کے ساتھ پیشِ خدمت ہے جو کہ مذکورہ رسالے کا دوم ایڈیشن ہے، البتہ اس میں انداز قسط وار سلسلوں کا ہی اپنایا گیا ہے۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، تایا جان مرحوم، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

جُمادی الثانیہ 1442ھ/ فروری 2021

03362579499

فہرست

پہلی قسط -- 8

- نیکی کی قبولیت کے لیے تین شرائط اور اُن کی اہمیت و فوائد۔
- تعزیت میں رائج ہونے والی غلطیوں کا اِجمالی تذکرہ۔

دوسری قسط -- 16

- تعزیت سے متعلق دینی تعلیمات کی خوبی۔
- تعزیت کا بہتر طریقہ۔
- جب کسی کے انتقال کی خبر ملے۔
- تعزیت کی حقیقت اور مفہوم۔
- تعزیت کی فضیلت۔
- تعزیت کن الفاظ سے کی جائے؟
- کسی غیر مسلم کے فوت ہونے کی صورت میں تعزیت کا حکم۔
- فون اور خط سمیت دیگر ذرائع اِبلاغ کے ذریعے تعزیت کا حکم۔
- تعزیت غم بڑھانے کا نام نہیں۔
- تعزیت کی حقیقت سے متعلق شریعت کا مزاج۔

تیسری قسط -- 25

- میت کے لواحقین کا غم ہلکا کیجیے!
- میت کے لواحقین کا غم بڑھانے والوں کی غلطی۔

- غم بڑھانے کے فلسفے کی بنیادیں۔
- تعزیت کے موقع پر چیخنے چلانے اور نوحہ کرنے کی مذمت۔
- نوحہ اور ماتم کرنا صبر کی تعلیم کے خلاف ہے۔
- نوحہ اور ماتم کرنا رِضا بالقضاء کے خلاف ہے۔
- غم کے موقع پر آنسو بہانا صبر کے خلاف نہیں۔
- غم کے موقع پر چیخنے چلانے، نوحہ اور ماتم کرنے کی مذمت پر احادیث مبارکہ۔
- احادیث مبارکہ کا حاصل۔

چوتھی قسط -- 35

- تعزیت میں نیت کیا ہونی چاہیے ؟
- تعزیت کب کی جائے ؟
- تعزیت کتنی بار کرنی چاہیے ؟؟
- تعزیت کتنے دن تک کی جاسکتی ہے ؟؟
- جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ۔

پانچویں قسط -- 41

- تعزیت میں کی جانے والی دُعا کی حقیقت اور مروّجہ بدعات ورسومات۔
- تعزیت کی دعا سے متعلق مروّجہ بدعات ورسومات کا اِجمالی تذکرہ۔
- تعزیت کرتے وقت دعا کرنے کا حکم۔
- تعزیت میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم۔

- تعزیت میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کو ضروری سمجھنے کا حکم۔
- تعزیت کے لیے اجتماعی طور پر آنے والوں میں سے ہر ایک کا دعا کرنا۔
- تعزیت کے لیے آتے وقت بھی اور رخصت ہوتے وقت بھی دعا کا حکم۔
- تعزیت کی مجلس میں وقفے وقفے سے آواز لگا کر بار بار دعا کرنے کا حکم۔
- تعزیت کے لیے ہر آنے والے کے کہنے پر اجتماعی دعا کرنے کا حکم۔
- میت کے لواحقین کے ساتھ ظلم۔
- تعزیت کے موقع پر اجتماعی دعا کا حکم۔
- تعزیت میں اجتماعی طور پر افتتاحی اور اختتامی دعا کا حکم۔
- تدفین سے پہلے یا اس کے بعد میت کے گھر اجتماعی دعا کا حکم۔
- کیا تعزیت فقط دعا کا نام ہے؟
- کسی عمل کو ضروری سمجھنے کا معیار۔
- جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ۔

چھٹی قسط--52

- تعزیت کی محفل جمانے اور تعزیت کو اجتماعی رنگ دینے کی رسم۔
- تعزیت کی مروّجہ محفل سے متعلق چند باتیں۔
- تعزیت کی مجلس لگا کر راستوں کو بند کرنے کی ممانعت۔
- جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ۔

ساتویں قسط -- 61

- تعزیت میں میت کے لیے ایصالِ ثواب کا تفصیلی حکم۔
- ایصالِ ثواب کا حکم۔
- ایصالِ ثواب سے متعلق ایک اہم شرعی اصول۔
- ایصالِ ثواب کی وسعت اور آسانی۔
- ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ جاریہ پر مشتمل عمل کا انتخاب۔
- ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملتا ہے!
- ایصالِ ثواب کی قبولیت کے لیے دو اہم اصول۔
- ایصالِ ثواب سے متعلق مروّجہ غلطیاں۔
- ایصالِ ثواب کی بدعات ورسومات۔
- کسی چیز کو ضروری سمجھنے کا معیار۔
- رسم بن جانے والی ایصالِ ثواب کی مروّجہ صورتوں سے اجتناب کیجیے!
- ایصالِ ثواب کے نام پر بدعات کا ارتکاب کیوں؟
- ایصالِ ثواب کے نام پر مروّجہ بدعات کے نقصانات۔
- ایصالِ ثواب کے لیے چند چیزوں کی تخصیص کیوں؟؟
- مروّجہ بدعات کا بوجھ اور افسوس ناک صورتحال۔
- ”لوگ کیا کہیں گے“ کا خوف۔
- ایصالِ ثواب کی نیت سے اجتماعی قرآن خوانی کا حکم۔

- اجتماعی قرآن خوانی سے متعلق ایک مفید تفصیل:
  - اجتماعی قرآن خوانی کا رواج۔
  - قرآن خوانی کا چلہ اور دعوت۔
  - رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں۔
  - مروّجہ قرآن خوانی کی خرابیاں۔
  - صحیح قرآن خوانی کی تین شرطیں۔

آٹھویں قسط--79

- تعزیت میں جانے کے لیے سیاہ لباس پہننے کا حکم۔
- تعزیت کے موقع پر سیاہ پٹیاں باندھنے کا حکم۔
- تعزیت کے موقع پر چہرہ سیاہ کرنے کا حکم۔
- تعزیت میں جانے کے لیے عمدہ لباس پہننے کا حکم۔
- تعزیت میں جانے کے لیے نیا عمدہ لباس سلوانے کا حکم۔
- تعزیت کے موقع پر موم بتی جلانے کا حکم۔
- تعزیت شریعت کے مطابق کیجیے!

نویں قسط--85

- اہلِ میت کے گھر کھانا بھیجنے اور ان کے ہاں کھانا کھانے کا تفصیلی حکم۔

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 107:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے!

پہلی قسط:

- نیکی کی قبولیت کے لیے تین شرائط اور اُن کی اہمیت و فوائد۔
- تعزیت میں رائج ہونے والی غلطیوں کا اِجمالی تذکرہ۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تعزیت سے متعلق دینی تعلیمات سمجھنے سے پہلے تمہید کے طور پر چند بنیادی باتیں سمجھنا نہایت ہی اہم ہے تاکہ تعزیت کے احکام ٹھیک طرح سمجھنے میں سہولت رہے۔

نیکی کی قبولیت کے لیے تین شرائط:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی بھی نیکی کی قبولیت کے لیے تین شرائط ہیں:

1۔ وہ نیکی ایمان کے ساتھ ہو، یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم شخص کی کوئی بھی نیکی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی، البتہ ان کے اچھے کاموں کا بدلہ اللہ تعالیٰ دنیا میں دے دیتے ہیں لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

2۔ وہ نیکی شریعت کے مطابق ہو، یہی وجہ ہے کہ جو نیکی شریعت کی تعلیمات کے مطابق نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

3۔ وہ نیکی اخلاص کے ساتھ ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کی جائے، یہی وجہ ہے کہ جو عمل لوگوں کے دکھلاوے، ریاکاری اور نام ونمود کے لیے کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قبولیت نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا تین شرائط کی اہمیت اور فوائد:

کسی بھی نیکی کی قبولیت کے لیے مذکورہ بالا تین باتیں پائی جانی ضروری ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی گئی تو وہ نیکی ہرگز قبول نہیں ہوگی، بلکہ وہ نیکی کہلائے جانے کے قابل ہی نہیں ہوتی۔ ان تین شرائط کو سمجھنے اور مدّنظر رکھنے کی بڑی اہمیت اور ضرورت ہے، اس کے درج ذیل فوائد سامنے آتے ہیں:

- دین کی بنیاد سمجھ آجاتی ہے۔
- دینی تعلیمات کی اہمیت دل میں بیٹھ جاتی ہے۔
- دین سیکھنے کا اور اہلِ علم سے پوچھ پوچھ کر عمل کرنے کا جذبہ نصیب ہوتا ہے۔
- نیکیوں اور عبادات کو ٹھیک طرح ادا کرنے کی فکر پیدا ہوتی ہے۔

- نیکیاں اور عبادات ضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔
- نیکیوں اور عبادات کی قبولیت کی امید بڑھ جاتی ہے۔
- نیکیوں اور عبادات کے صحیح ہونے پر اطمینان حاصل ہوتا ہے۔
- بدعات و رسومات اور غلطیوں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نیکی کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے زندگی گزر جاتی ہے لیکن ہمیں ٹھیک طرح نیکی کرنے کی توفیق بھی میسر نہیں آتی، جیسے نفل نماز پڑھنا بہت بڑی نیکی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے، لیکن اگر کوئی شخص یہی نفل نماز مکروہ اوقات میں ادا کرتا ہے تو اس کو ثواب تو کیا ملے گا بلکہ اُلٹا گناہ ملے گا، کیوں کہ مکروہ اوقات میں نفل نماز ادا کرنا جائز ہی نہیں، تو گویا کہ نیکی جب شریعت کی تعلیمات کے خلاف کی جائے تو وہ نیکی نیکی نہیں رہتی بلکہ گناہ بن جاتا ہے۔

عبادات سے متعلق شیطان کی کوشش اور چال:

شیطان کی اوّلین کوشش یہی ہوتی ہے کہ یہ اللہ کا بندہ نیکی کے قریب ہی نہ جائے، لیکن جب وہ کسی شخص کو نیکی سے روک نہیں پاتا تو اس کی دوسری چال یہی ہوتی ہے کہ اس کی نیکی ہی برباد کردی جائے کہ وہ نیکی ہی نہ رہے، اور نیکی برباد کرنے کی ایک صورت تو یہ ہوتی ہے کہ اس نیکی کو شریعت کی تعلیمات اور حدود کے مطابق ادا نہ کرنے دیا جائے، بلکہ اس میں خود ساختہ باتیں یا بدعات و رسومات داخل کی جائیں، جبکہ دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ اس میں نام و نمود اور ریاکاری پیدا کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان ہر عبادت سے اپنا حصہ وصول کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، وہ کسی طور یہ نہیں چاہتا کہ اخلاص کے ساتھ شریعت کے مطابق کوئی عبادت سرانجام دی جائے!!

اسی تناظر میں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ لوگوں نے بہت سی عبادات میں اپنی طرف سے بدعات

ورسومات داخل کردی ہیں بلکہ عبادت کے نام پر بہت سی بدعات ورسومات بھی ایجاد کرلی ہیں، اس لیے نیکی بھی کرتے ہیں تو وہ بھی خدا کو ناراض کرکے! گویا کہ جو نیکی اللہ کو راضی کرنے کے لیے تھی آج شریعت کی تعلیمات کے مطابق انجام نہ دینے کی وجہ سے وہ نیکی اللہ کی ناراضگی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

تعزیت اور مروّجہ بدعات ومنکَرات:

یہی حال تعزیت جیسے عظیم عمل کا بھی ہے کہ اگر وہ اخلاص کے ساتھ شرعی احکام کی روشنی میں کی جائے تو اس پر بڑا اجر وثواب ملتا ہے، لیکن اگر اس میں شریعت کے احکام کی رعایت نہ کی جائے یا اس میں نام ونمود اور ریاکاری کی نیت کی جائے تو یہی تعزیت جیسی عظیم نیکی پھر نیکی نہیں رہتی بلکہ اُلٹا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بن جاتی ہے، اس لیے ہر مؤمن کو چاہیے کہ وہ تعزیت کے احکام سے آگاہی حاصل کرلے تاکہ وہ تعزیت کا عمل شریعت کے مطابق سرانجام دے سکے۔

تعزیت میں رائج ہونے والی غلطیوں کا اِجمالی تذکرہ:

تعزیت جیسی عظیم نیکی میں بھی بہت سی غلطیاں عام ہوچکی ہیں جن کی وجہ سے تعزیت کی حقیقت بہت ہی زیادہ متاثر ہوئی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

1۔ تعزیت ایک عبادت، نیکی اور دینی عمل ہے اور یہی جذبہ اور نیت اس میں غالب رہنی چاہیے، لیکن اسے علاقائی، قبائلی اور قومی رسم بنادیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں تعزیت میں عبادت کی روح باقی نہیں رہتی اور نہ ہی وہ باہمی ہمدردی اور اجر وثواب کی بنیاد پر کی جاتی ہے بلکہ ایک رسم پوری کرنا مقصود ہوتا ہے۔

2۔ تعزیت بھی بدلے کی چیز بن چکی ہے کہ صرف انھی کے ہاں تعزیت کے لیے جاتے ہیں جو ہمارے ہاں تعزیت کے لیے آیا ہو، یا صرف اس لیے تعزیت کرنے جاتے ہیں تاکہ لوگ کل کو ایسے لمحات میں ہمارے ہاں بھی آئیں۔

3۔ تعزیت نام ونمود اور ریاکاری کی نیت سے کی جاتی ہے۔

4۔ تعزیت در حقیقت غم ہلکا کرنے کے لیے ہوتی ہے، جبکہ اس میں غم بڑھانے کا ماحول بنایا جاتا ہے۔

5۔ تعزیت ایک ہی بار کرنی چاہیے، جبکہ یہ ایک سے زائد بار کی جاتی ہے۔

6۔ بہت سے لوگ عید جیسی خوشیوں کے دن بھی دوبارہ تعزیت کے لیے پہنچ جاتے ہیں اور میت والوں نے بھی سوگ ہی کی فضا بنائی ہوئی ہوتی ہے۔

7۔ تعزیت افسردگی کے ساتھ کی جانی چاہیے، جبکہ آجکل تعزیت کی مجالس میں بھی قہقہے اور ہنسی مذاق ہوتا نظر آتا ہے۔

8۔ تعزیت کے لیے ٹینٹ، کرسیاں اور قناتیں لگائی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو گویا گپ شپ کا ماحول اور موقع میسر آجاتا ہے، اسی طرح ان کی وجہ سے راستے بھی بند کر لیے جاتے ہیں۔

9۔ تعزیت کے لیے اجتماع اور اجتماعی ماحول کو ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔

10۔ تعزیت غم کا موقع ہوتا ہے جبکہ آجکل اس میں بھی بن سنور کر اور عمدہ لباس پہن کر شریک ہوا جاتا ہے، حتی کہ بعض جگہ تو اس کے لیے نیا لباس بھی سلوایا جاتا ہے۔

11۔ تعزیت کے لیے مخصوص لباس پہنا جاتا ہے۔

12۔ تعزیت میں تو دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوا جاتا ہے اور غم کے موقع پر ساتھ دیا جاتا ہے یعنی بوجھ ہلکا کیا جاتا ہے، جبکہ اس کو دوسروں کے لیے بوجھ بنا دیا گیا ہے، حتی کہ فوتگی بھی مشکل بنا دی گئی ہے۔

13۔ تعزیت میں دعوتوں اور کھانے پینے کا رواج عام ہو چکا ہے حتی کہ تین تین دن تک دیگیں چڑھی رہتی ہیں، اور یہ فرق مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ غمی ہے یا شادی! حالاں کہ خوشی اور غمی میں تو فرق ہونا چاہیے۔

14۔ تعزیت کے لیے آنے والے اپنے آپ کو مہمان سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو دعوت یعنی کھانے پینے کا مستحق سمجھتے ہیں، حتی کہ تعزیت کی مجالس میں چائے اور شربت کا دور چلنا بھی مشاہدہ ہے!! کیا لوگ کسی خوشی میں شرکت کرنے آتے ہیں یا غمی میں! گویا کہ ہر جگہ اور ہر حال میں ہمیں دوسروں کے ہاں کھانے پینے کی فکر لگی رہتی ہے!!

15۔ تعزیت کے لیے آنے والوں کے اخراجات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ مجبور ہو کر اس کے لیے انجمنیں اور کمیٹیاں بن چکی ہیں تاکہ اخراجات کا بار اُٹھا سکیں اور میت والوں کا بوجھ کم ہو سکے۔ گویا کہ جینا تو دشوار تھا ہی، اب تو مرنا بھی مہنگا ہو گیا ہے !!

16۔ بعض رشتہ دار تعزیت کے ارادے سے میت کے گھر آجاتے ہیں، پھر کئی روز تک وہیں رہتے ہیں، انھیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ کہیں وہ میت والوں پر بوجھ تو نہیں بن رہے !

17۔ تعزیت کو صرف دعا سمجھ لیا گیا ہے اور وہ بھی رسمی، اور پھر دعا میں بھی متعدد بدعات شامل کر لی گئی ہیں۔

18۔ تعزیت کے لیے اجتماعی طور پر افتتاحی اور اختتامی دعا ضروری سمجھ لی گئی ہے، گویا کہ تعزیت نہ ہوئی بلکہ کوئی تقریب ہوئی !

19۔ تعزیت کے لیے تین دن بیٹھنا ضروری قرار دیا گیا ہے، گویا کہ تین دن تک میت کے لواحقین کوئی کام نہیں کر سکتے !

20۔ تعزیت کرتے وقت رشتہ دار مرد و خواتین باہمی پردے کا خیال نہیں رکھتے بلکہ غم کے موقع کا بہانہ بنا کر پردے کو ضروری ہی نہیں سمجھتے۔

یہ تعزیت سے متعلق بدعات و رسومات کا اجمالی خاکہ ہے، یہ وہ باتیں ہیں جو ذاتی مشاہدات اور معلومات کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں، ان کے علاوہ نجانے کتنی غیر شرعی اور غیر اخلاقی باتیں رائج ہو چکی ہیں !! بہر حال یہ تمام باتیں قابلِ اصلاح ہیں۔ یہ ساری صورتحال درحقیقت تعزیت سے متعلق شرعی تعلیمات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ آئندہ کی چند قسطوں میں تعزیت سے متعلق دینی تعلیمات تفصیل سے بیان کی جائیں گی جن کی وجہ سے ان جیسی بہت سی غلطیوں کا اِزالہ ہو سکے گا، ان شاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تفصیلی عبارات

- تفسير الرازي:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ أَیُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ (سورة الملك: ٢)

اَلْمَسْأَلَةُ السَّادِسَةُ: ذَكَرُوا فِي تَفْسِيرِ ﴿**أَحْسَنُ عَمَلًا**﴾ وُجُوْهًا: أَحَدُهَا: أَنْ يَكُونَ أَخْلَصَ الْأَعْمَالِ وَأَصْوَبَهَا؛ لِأَنَّ الْعَمَلَ إِذَا كَانَ خَالِصًا غَيْرَ صَوَابٍ: لَمْ يُقْبَلْ، وَكَذَلِكَ إِذَا كَانَ صَوَابًا غَيْرَ خَالِصٍ، فَالْخَالِصُ: أَنْ يَكُونَ لِوَجْهِ اللهِ، وَالصَّوَابُ: أَنْ يَكُونَ عَلَى السُّنَّةِ.

- تفسير أبي السعود:

مَنْ عَمِلَ صٰلِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورة النحل: ٩٧)

﴿**مَنْ عَمِلَ صٰلِحًا**﴾ أي عملًا صالحًا أيَّ عملٍ كان. وهذا شروعٌ في تحريض كافةِ المؤمنين على كل عملٍ صالح غِبَّ ترغيبِ طائفةٍ منهم في الثبات على ما هم عليه من عمل صالحٍ مخصوصٍ دفعًا لتوهم اختصاصِ الأجر الموفورِ بهم وبعملهم المذكور. وقولُه تعالى: ﴿**مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى**﴾ مبالغةٌ في شموله للكل، ﴿**وَهُوَ مُؤْمِنٌ**﴾ قيّده به؛ إذ لا اعتدادَ بأعمال الكفرة في استحقاق الثواب أو تخفيفِ العذاب؛ لقوله تعالى: ﴿**وَقَدِمْنَآ إِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا**﴾. وإيثارُ إيرادِه بالجملة الاسمية الحالية على نظمه في سلك الصلةِ لإفادة وجوبِ دوامه ومقارنتِه للعمل الصالح.....إلخ

- تفسير مدارك التنزيل:

مَنْ عَمِلَ صٰلِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورة النحل: ٩٧)

﴿**مَنْ عَمِلَ صٰلِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى**﴾ ﴿**مَنْ**﴾ مبهم يتناول النوعين إلا أن ظاهره للذكور فبيّن بقوله: ﴿**مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى**﴾ ليعم الموعد النوعين. ﴿**وَهُوَ مُؤْمِنٌ**﴾ شرط الإيمان؛ لأن أعمال

الكفار غير معتد بها، وهو يدل على أن العمل ليس من الإيمان....إلخ

- تفسير ابن كثير:

مَنْ عَمِلَ صٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورة النحل: ٩٧)

هذا وعد من الله تعالى لمن عمل صالحا -وهو العمل المتابع لكتاب الله تعالى وسنة نبيه من ذكر أو أنثى من بني آدم، وقلبه مؤمن بالله ورسوله، وإن هذا العمل المأمور به مشروع من عند الله- بأن يحييه الله حياة طيبة في الدنيا وأن يجزيه بأحسن ما عمله في الدار الآخرة. والحياة الطيبة تشمل وجوه الراحة من أيّ جهة كانت.

- تفسير ابن كثير:

وَقَوْلُهُ تَعَالى: ﴿**وَقَدِمْنَآ إِلىٰ مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ**﴾ الآية، هذا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُحَاسِبُ اللهُ الْعِبَادَ عَلَى ما عملوه من الخير والشر، فأخبر أنه لَا يحصل لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الْأَعْمَالِ الَّتِي ظَنُّوا أَنَّهَا مَنْجَاةٌ لَهُمْ شَيْءٌ، وَذلِكَ؛ لِأَنَّهَا فَقَدَتِ الشَّرْطَ الشَّرْعِيَّ: إِمَّا الْإِخْلَاصُ فِيهَا وَإِمَّا الْمُتَابَعَةُ لِشَرْعِ اللهِ. فَكُلُّ عَمَلٍ لَا يَكُونُ خَالِصًا وَعَلَى الشَّرِيعَةِ الْمَرْضِيَّةِ فَهُوَ بَاطِلٌ، فَأَعْمَالُ الْكُفَّارِ لَا تَخْلُو مِنْ وَاحِدٍ مِنْ هٰذَيْنَ، وَقَدْ تَجْمَعُهُمَا مَعًا فَتَكُونُ أَبْعَدَ مِنَ الْقَبُولِ حِينَئِذٍ.

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
5 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ/ یکم جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 108:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے !

دوسری قسط:

- تعزیت سے متعلق دینی تعلیمات کی خوبی۔
- تعزیت کا بہتر طریقہ۔
- جب کسی کے انتقال کی خبر ملے۔
- تعزیت کی حقیقت اور مفہوم۔
- تعزیت کی فضیلت۔
- تعزیت کن الفاظ سے کی جائے؟
- کسی غیر مسلم کے فوت ہونے کی صورت میں تعزیت کا حکم۔
- فون اور خط سمیت دیگر ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے تعزیت کا حکم۔
- تعزیت غم بڑھانے کا نام نہیں۔
- تعزیت کی حقیقت سے متعلق شریعت کا مزاج۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تعزیت سے متعلق دینی تعلیمات کی خوبی:

کسی کے ہاں فوتگی ہو جائے تو اس موقع پر ان کی تعزیت کرنا ایک بہترین عمل ہے، یہ ایک زندہ اور مثالی معاشرے کی علامت ہوا کرتی ہے کہ معاشرے میں بسنے والے افراد ایک دوسرے کے دکھ درد کو سمجھتے ہیں اور اس کا احساس رکھتے ہیں اور ایسے نامساعد حالات میں باہمی تعاون اور ہمدردی رکھتے ہیں۔

دینِ اسلام چوں کہ زندگی کا بہترین راہنما ہے اس لیے اس نے تعزیت کو بھی بڑی اہمیت دی ہے اور اس کے بارے میں بہترین تعلیمات بیان فرمائی ہیں، ان دینی تعلیمات کی خوبی یہ ہے کہ یہ معاشرے میں تعزیت کی حقیقت، اِفادیت اور اہمیت اُجاگر بھی کرتی ہیں اور برقرار بھی رکھتی ہیں، اسے معاشرے کے لیے بوجھ بننے نہیں دیتیں اور ان تعلیمات پر عمل کرنے کے نتیجے میں تعزیت حقیقی معنوں میں تعزیت کہلاتی ہے، لیکن اگر دین اسلام کی ان تعلیمات پر عمل نہ کیا جائے تو تعزیت جیسا مفید عمل بھی معاشرے کے لیے ایک بوجھ بن جاتا ہے، اور ایک کھوکھلی رسم کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور پھر معاشرہ اس مفید عمل سے بھی چھٹکارہ حاصل کرنے کا سوچتا ہے لیکن اس سے خلاصی ممکن نظر نہیں آتی۔ جیسا کہ آجکل معاشرے کی یہی صورتحال ہے کہ تعزیت ایک بوجھ بن کر رہ گئی ہے!! ذیل میں تعزیت سے متعلق دینی تعلیمات ملاحظہ فرمائیں:

جب کسی کے انتقال کی خبر ملے:

جب کسی مسلمان کے انتقال کی خبر ملے تو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہتے ہوئے یہ کہنا چاہیے:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ترجمہ: ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تعزیت کا بہتر طریقہ:

اس کے بعد میت کے لواحقین اور عزیزوں کی تعزیت کرنی چاہیے، جس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ میت

کے گھر جاکر میت کے لواحقین سے تعزیت کرلی جائے، اور اگر انھیں کسی معاملے میں تعاون کی ضرورت ہو تو ان کے ساتھ تعاون کیا جائے، ورنہ تو وہاں سے لوٹ آئے اور اپنے کاموں میں مشغول ہو جائے۔اس کی تفصیل آگے ذکر ہو گی ان شاءاللہ۔

تعزیت کی حقیقت اور مفہوم:

تعزیت تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ میّت کے لواحقین کو صبر کی تلقین کی جائے، صبر کے فضائل اور اجر وثواب بیان کیے جائیں، ان کے دُکھ درد میں شریک ہوا جائے، ان کے سامنے ایسے کلمات کہے جائیں جواُن کے لیے تسلی کا باعث ہوں اور ان کا غم ہلکا ہو، اسی کے ساتھ ساتھ میت کے لیے مغفرت اور درجات کی بلندی، اور لواحقین کے لیے صبر کی دعا کی جائے۔

(احکامِ میت، رحیمیہ، فتاویٰ دار العلوم زکریا، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

تعزیت کی فضیلت:

تعزیت کی بڑی ہی فضیلت اور اہمیت ہے، اس سے متعلق احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

1۔امام قاسم تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ غم کے مواقع میں مسلمانوں کی تعزیت فرماتے تھے۔

- مصنَّف عبد الرزاق میں ہے:

٦٠٧١- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَزِّي الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَايِبِهِمْ.

2۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے کسی مصیبت زدہ مسلمان بھائی کی تعزیت کی تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بزرگی اور کرامت کا لباس پہنائیں گے۔“

- سنن ابن ماجہ:

١٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدّثَنِي قَيْسٌ أَبُو عُمَارَةَ مَوْلَى

الْأَنْصَارِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

3۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی، اسے اُتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا مصیبت زدہ کو (مصیبت پہنچنے اور اس پر صبر کرنے پر ملتا ہے)۔“

- سنن ابن ماجہ:

١٦٠٢- عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ».

اس کے علاوہ تعزیت کے متعدد دنیوی اور اُخروی فوائد ہیں جو کہ ہر شخص بخوبی جانتا ہے، اس لیے اس کا اہتمام ہونا چاہیے، اس میں غفلت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ باہمی ذاتیات، نفرتوں اور اختلافات سے بالاتر ہو کر اپنی دینی اور معاشرتی ذمہ داری سمجھتے ہوئے باہمی ہمدردی کے جذبے سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تعزیت کرنی چاہیے۔

تعزیت کن الفاظ سے کی جائے؟

تعزیت کے لیے شریعت نے کوئی مخصوص الفاظ مقرر نہیں فرمائے، اس لیے ایسے تمام مناسب الفاظ کہنے جائز ہیں جن سے میت کے لواحقین کو صبر اور تسلی ہو، چاہے وہ کسی بھی زبان میں ہوں، اور رسمی الفاظ پر اکتفا کرنے کی بجائے بہتر سے بہتر الفاظ کے ذریعے تعزیت کرنی چاہیے جس کے لیے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور مثالوں سمیت مفید واقعات کا بھی سہارا لیا جا سکتا ہے تاکہ تعزیت مفید ثابت ہو اور بھرپور تسلی کا باعث بنے۔

1۔ واضح رہے کہ تعزیت کے بعض الفاظ حدیث سے بھی ثابت ہیں جیسے:

إِنَّ لِلّٰهِ مَآ أَخَذَ، وَلَهٗ مَا أَعْطٰى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى.

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی کے لیے ہے جو اس نے واپس لیا اور جو اس نے عطا کیا، اور ہر چیز کے لیے اس کے پاس

ایک وقت مقرر ہے۔

- صحیح البخاری:

٧٣٧٧- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ يَدْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ» ..... الحديث

2۔ایک مرسل روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص سے تعزیت فرماتے ہوئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَأْجُرُكَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ میت پر رحم فرمائے اور آپ کو اجر عطا فرمائے۔

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

١٢١٩٧- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيطٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَزَّى رَجُلًا فَقَالَ: «يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَأْجُرُك».

3۔اور بعض اہلِ علم نے تعزیت کے لیے یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے ہیں:

أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ. (ردالمحتار)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کے ثواب کو بڑھائے اور خوب صبر و تحمل کی توفیق دے اور مرحوم/مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

کسی غیر مسلم کے فوت ہونے کی صورت میں تعزیت کا حکم:

اگر کوئی غیر مسلم فوت ہوجائے تو اس کے غیر مسلم لواحقین سے تعزیت کرنا بھی درست ہے، جس میں ان کو صبر کی تلقین کی جائے اور ان کو تسلی پر مشتمل الفاظ کہے جائیں، لیکن فوت شدہ غیر مسلم کے لیے مغفرت کی دعا نہیں کرنی چاہیے، البتہ اگر فوت شدہ شخص مسلمان ہو تو اس کے لیے مغفرت کی دعا بھی کرلی جائے۔

فون اور خط سمیت دیگر ذرائع اِبلاغ کے ذریعے تعزیت کا حکم:

عام حالات میں بہتر یہی ہے کہ میت کے لواحقین کے پاس جاکر ان سے تعزیت کی جائے کیوں کہ یہ زیادہ تسلی کا باعث ہے، البتہ اگر اس کا موقع نہ ہو تو فون، خط اور پیغامات سمیت دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے بھی تعزیت کرنا درست ہے۔

تعزیت کس سے کی جائے؟

تعزیت کا حکم عام ہے کہ یہ مرد اور خواتین سب سے کرنی چاہیے، اسی طرح نابالغ سمجھ دار بچوں سے بھی کرنی چاہیے، البتہ تعزیت کے موقع پر بھی پردے کا خیال رکھنا ضروری ہے، اس لیے مرد حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنی محرم خواتین ہی سے تعزیت کریں، اسی طرح خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے محرم مردوں ہی سے تعزیت کریں، اس کے علاوہ مرد حضرات مردوں ہی سے جبکہ خواتین، خواتین ہی سے تعزیت کریں۔ اس سے ان لوگوں کی غلطی معلوم ہو جاتی ہے جو تعزیت میں پردے کو ضروری نہیں سمجھتے۔

تعزیت غم بڑھانے کا نام نہیں:

ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ تعزیت در حقیقت تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، نہ کہ مزید غم بڑھانے کا، اس لیے اس موقع پر ایسے الفاظ کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے میت کے لواحقین کے غم میں اضافہ ہو، اس سے اُن مَردوں اور خصوصًا خواتین کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جو میت کے گھر داخل ہوتے ہی رونا دھونا، چیخنا چِلانا یا نَوحہ شروع کر دیتی ہیں، جس سے میت کے لواحقین کے غم میں مزید اضافہ ہوتا ہے، حالاں کہ ان کو تو چاہیے کہ وہ میت کے لواحقین کے لیے تسلی اور صبر کا ماحول فراہم کریں، نہ کہ غم بڑھانے کے اسباب مہیا کریں، بہر حال یہ طرزِ عمل ترک کرنا ضروری ہے۔

(احکامِ میت، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

تعزیت کی حقیقت سے متعلق شریعت کا مزاج:

تعزیت سے متعلق شریعت کی تعلیمات ملاحظہ کرلی جائیں تو اس سے یہ بات بخوبی سامنے آتی ہے کہ تعزیت کے تمام تر پہلوؤں میں شریعت کا مزاج غم بڑھانے کا نہیں بلکہ غم ہلکا کرنے اور ختم کرنے کا ہے، اس لیے غم بڑھانے کے تمام تر افعال سے اجتناب کرنا چاہیے، بلکہ ایسے اسباب اختیار کرنے چاہییں اور ایسا ماحول فراہم کرنا چاہیے جن سے غم ہلکا ہوسکے۔ اس اہم بنیادی بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے۔ آئندہ کی قسطوں میں ذکر ہونے والے تعزیت کے احکام سے بھی یہ بات بخوبی واضح ہوسکے گی ان شاءاللہ۔

- **الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ:**

تَعْزِيَةٌ: التَّعْرِيفُ:

١- التَّعْزِيَةُ لُغَةً: مَصْدَرُ «عَزَّى»: إِذَا صَبَّرَ الْمُصَابَ وَوَاسَاهُ، وَلَا يَخْرُجُ الْمَعْنَى الاِصْطِلَاحِيُّ عَنِ الْمَعْنَى اللُّغَوِيِّ، وَقَال الشِّرْبِينِيُّ: هِيَ الأَمْرُ بِالصَّبْرِ وَالْحَمْل عَلَيْهِ بِوَعْدِ الأَجْرِ، وَالتَّحْذِيرُ مِنَ الْوِزْرِ، وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ بِالْمَغْفِرَةِ، وَلِلْمُصَابِ بِجَبْرِ الْمُصِيبَةِ.

الْحُكْمُ التَّكْلِيفِيُّ:

٢- لَا خِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِي اسْتِحْبَابِ التَّعْزِيَةِ لِمَنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ. وَالأَصْل فِي مَشْرُوعِيَّتِهَا خَبَرُ: «مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهُ مِثْل أَجْرِهِ». وَخَبَرِ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللهُ مِنْ حُلَل الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

كَيْفِيَّةُ التَّعْزِيَةِ وَلِمَنْ تَكُونُ:

٣- يُعَزَّى أَهْل الْمُصِيبَةِ كِبَارُهُمْ وَصِغَارُهُمْ، ذُكُورُهُمْ وَإِنَاثُهُمْ، إِلَّا الصَّبِيُّ الَّذِي لَا يَعْقِل، وَالشَّابَّةُ مِنَ النِّسَاءِ، فَلَا يُعَزِّيهَا إِلَّا النِّسَاءُ وَمَحَارِمُهَا؛ خَوْفًا مِنَ الْفِتْنَةِ. وَنَقَل ابْنُ عَابِدِينَ عَنْ «شَرْحِ الْمُنْيَةِ»: تُسْتَحَبُّ التَّعْزِيَةُ لِلرِّجَال وَالنِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يُفْتَنَّ. وَقَال «الدَّرْدِيرُ»: وَنُدِبَ تَعْزِيَةٌ لأَهْل الْمَيِّتِ إِلَّا مَخْشِيَّةَ الْفِتْنَةِ.

صِيغَةُ التَّعْزِيَةِ:

٧- قَال ابْنُ قُدَامَةَ: لَا نَعْلَمَ فِي التَّعْزِيَةِ شَيْئًا مَحْدُودًا، إِلَّا مَا رُوِيَ أَنَّ الإِمَامَ أَحْمَدَ قَال: يُرْوَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَزَّى رَجُلًا فَقَال: «رَحِمَكَ اللهُ وَآجَرَكَ». وَعَزَّى أَحْمَدُ أَبَا طَالِبٍ أَحَدَ أَصْحَابِهِ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَال: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَكُمْ وَأَحْسَنَ عَزَاءَكُمْ. وَقَال بَعْضُ أَصْحَابِنَا: إِذَا عَزَّى مُسْلِمًا بِمُسْلِمٍ قَال: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَك، وَأَحْسَن عَزَاك، وَرَحِمَ اللهُ مَيِّتَكَ.

وَهَل يُعَزَّى الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ أَوِ الْعَكْسُ؟

٨- ذَهَبَ الأَئِمَّةُ الشَّافِعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: إِلَى أَنَّهُ يُعَزَّى الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ، وَبِالْعَكْسِ، وَالْكَافِرُ غَيْرُ الْحَرْبِيِّ. وَذَهَبَ الإِمَامُ مَالِكٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يُعَزَّى الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ. وَقَال ابْنُ قُدَامَةَ مِنَ الْحَنَابِلَةِ: إِنْ عَزَّى مُسْلِمًا بِكَافِرٍ قَال: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَاءَكَ.

- رد المحتار:

فِي «شَرْحِ الْمُنْيَةِ»: وَتُسْتَحَبُّ التَّعْزِيَةُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَفْتِنَّ، لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «مَنْ عَزَّى أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ، وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ»، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ. وَالتَّعْزِيَةُ أَنْ يَقُولَ: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَك، وَأَحْسَنَ عَزَاءَك، وَغَفَرَ لِمَيِّتِك. اهـ...... وَفِي «الْإِمْدَادِ»: وَقَالَ كَثِيرٌ مِنْ مُتَأَخِّرِي أَئِمَّتِنَا: يُكْرَهُ الِاجْتِمَاعُ عِنْدَ صَاحِبِ الْبَيْتِ، وَيُكْرَهُ لَهُ الْجُلُوسُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى يَأْتِيَ إِلَيْهِ مَنْ يُعَزِّي، بَلْ إِذَا فَرَغَ وَرَجَعَ النَّاسُ مِنَ الدَّفْنِ فَلْيَتَفَرَّقُوا وَيَشْتَغِلُ النَّاسُ بِأُمُورِهِمْ وَصَاحِبُ الْبَيْتِ بِأَمْرِهِ اهـ قُلْت: وَهَلْ تَنْتَفِي الْكَرَاهَةُ بِالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا فَرَغُوا قَامَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ وَعَزَّاهُ النَّاسُ كَمَا يُفْعَلُ فِي زَمَانِنَا؟ الظَّاهِرُ لَا؛ لِكَوْنِ الْجُلُوسِ مَقْصُودًا لِلتَّعْزِيَةِ لَا لِلْقِرَاءَةِ، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ هَذَا الِاجْتِمَاعُ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَقْبَرَةِ فَوْقَ الْقُبُورِ الْمَدْثُورَةِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. (كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة)

- الفتاوى الهنديه:

التَّعْزِيَةُ لِصَاحِبِ الْمُصِيبَةِ حَسَنٌ، كَذَا فِي «الظَّهِيرِيَّةِ» ..... وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَعُمَّ بِالتَّعْزِيَةِ جَمِيعَ

أَقَارِبِ الْمَيِّتِ الْكِبَارِ وَالصِّغَارِ وَالرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ امْرَأَةً شَابَّةً فَلَا يُعَزِّيهَا إِلَّا مَحَارِمُهَا، كَذَا فِي «السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ»، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ لِصَاحِبِ التَّعْزِيَةِ: غَفَرَ اللهُ تَعَالَى لِمَيِّتِكَ وَتَجَاوَزَ عنه وَتَغَمَّدَهُ بِرَحْمَتِهِ وَرَزَقَكَ الصَّبْرَ على مُصِيبَتِهِ وَآجَرَكَ على مَوْتِهِ، كَذَا فِي «الْمُضْمَرَاتِ» نَاقِلًا عن «الْحُجَّةِ»، وَأَحْسَنُ ذلك تَعْزِيَةُ رسول اللهِ ﷺ: إِنَّ لِلّٰهِ ما أَخَذَ وَلَهُ ما أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى. ويقال في تَعْزِيَةِ الْمُسْلِمِ بِالْكَافِرِ: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَاءَكَ، وفي تَعْزِيَةِ الْكَافِرِ بِالْمُسْلِمِ: أَحْسَنَ اللهُ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ، وَلَا يُقَالُ: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَكَ، وفي تَعْزِيَةِ الْكَافِرِ بِالْكَافِرِ: أَخْلَفَ اللهُ عَلَيْكَ وَلَا نَقَصَ عَدَدَكَ، كَذَا فِي «السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ». (باب في الجنائز ۱: ۱۸۳ دار الكتب العلمية بيروت)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

6 جُمادی الاُولیٰ 1441ھ/2 جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 109:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے!

تیسری قسط:

- میت کے لواحقین کا غم ہلکا کیجیے!
- میت کے لواحقین کا غم بڑھانے والوں کی غلطی۔
- غم بڑھانے کے فلسفے کی بنیادیں۔
- تعزیت کے موقع پر چیخنے چلانے اور نوحہ کرنے کی مذمت۔
- نوحہ اور ماتم کرنا صبر کی تعلیم کے خلاف ہے۔
- نوحہ اور ماتم کرنا رِضا بالقضاء کے خلاف ہے۔
- غم کے موقع پر آنسو بہانا صبر کے خلاف نہیں۔
- غم کے موقع پر چیخنے چلانے، نوحہ اور ماتم کرنے کی مذمت پر احادیث مبارکہ۔
- احادیث مبارکہ کا حاصل۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

میت کے لواحقین کا غم ہلکا کیجیے!

پچھلی قسط میں یہ بات تفصیل سے بیان ہوئی تھی کہ تعزیت غم بڑھانے کا نام نہیں بلکہ میت کے لواحقین کو تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، اور شریعت کا مزاج بھی یہی ہے کہ وہ میت کے لواحقین کا غم بڑھانے کی بجائے ان کے غم کو ہلکا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اس لیے جب میت کے لواحقین کے ہاں تعزیت کے لیے جانا ہو تو اس موقع پر غم بڑھانے والی تمام باتوں اور کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے، اور ایسی باتیں اختیار کرنی چاہییں اور ایسا ماحول فراہم کرنا چاہیے جن کی وجہ سے غم ہلکا ہوسکے، یہی تعزیت کا فلسفہ ہے۔

میت کے لواحقین کا غم بڑھانے والوں کی غلطی:

ماقبل کی تفصیل سے ان مَردوں اور خصوصًا خواتین کی غلطی واضح ہوجاتی ہے کہ جو میت کے لواحقین سے ملاقات ہوتے ہی یا میت کے گھر داخل ہوتے ہی رونا دھونا، چیخنا چِلانا یا نَوحہ شروع کردیتی ہیں اور ایسی باتیں شروع کردیتی ہیں جن کی وجہ سے میت کے لواحقین کے غم میں مزید اضافہ ہوتا ہے اور ان کا غم بھرنے کی بجائے مزید اُبھر آتا ہے، حتی کہ بعض جگہ تو اس کے لیے خواتین مقرر ہوتی ہیں جو تعزیت کے موقع پر خود بھی روتی چِلاتی ہیں اور حاضرین کو بھی رُلاتی ہیں اور جاہلیت جیسی غیر شرعی باتوں کے ذریعے ایک غم کی فضا بھڑکاتی رہتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

غم بڑھانے کے فلسفے کی بنیادیں:

تعزیت کے موقع پر تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کی بجائے رونے دھونے، چیخنے چِلانے اور نوحہ کرنے کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں جیسے:

1۔ بعض لوگ ان باتوں کو تعزیت کا حصہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر ان کی تعزیت ہی ادھوری ہوتی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ اگر غم کے موقع پر بھی یہ چیزیں نہ ہوں تو پھر وہ غم غم ہی نہیں!

2۔ بعض لوگ ان باتوں کو خود تو غلط سمجھتے ہیں لیکن وہ معاشرے کی بے رحم رسموں کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ غیر شرعی کام کرتے رہتے ہیں تاکہ لوگ ناراض نہ ہوں اور ساتھ میں ان کی ملامت سے بھی بچا جا سکے کیوں کہ اگر یہ غیر شرعی کام نہیں کریں گے تو لوگ ملامت کریں گے اور یہ کہیں گے کہ اس کو تو غم ہی لاحق نہیں، گویا کہ تکلُّف کے ساتھ اپنے اوپر ایسا غیر شرعی غم سوار کیا جاتا ہے۔

ان جیسی متعدد وجوہات کی بنیاد پر تعزیت کے موقع پر یہ غیر شرعی کام کیے جاتے ہیں، یہ سارے کام ناجائز اور گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر بذاتِ خود بھی غلط ہیں، اور افسوس کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کیا جاتا ہے، یہ کس قدر غلط اور بیوقوفی والی بات ہے!! اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے۔

تعزیت کے موقع پر چیخنے چلانے اور نوحہ کرنے کی مذمّت

واضح رہے کہ تعزیت کے موقع پر چیخنا چلانا، نوحہ یا ماتم کرنا واضح طور پر قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہے، یہ کام تو میت والوں کے لیے بھی ناجائز ہیں تو تعزیت کرنے والوں کے لیے کیسے جائز ہو سکتے ہیں! ذیل میں اس مسئلہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

نوحہ اور ماتم کرنا صبر کی تعلیم کے خلاف ہے:

شریعت نے غم لاحق ہونے یا عزیز واقارب کے فوت ہونے پر صبر ہی کی تلقین کی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر صبر و تحمل کا حکم دیا ہے اور اس کے فضائل وانعامات بیان فرمائے ہیں، احادیث میں بھی حضور اقدس ﷺ نے مصائب پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی ہے، یہ ساری صورتحال کسی مسلمان سے مخفی نہیں، اس لیے غم کے موقع پر چیخنا چِلانا، نوحہ اور ماتم کرنا صبر کے خلاف ہے۔

چنانچہ صبر کی تلقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتے ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (١٥٥) الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (١٥٦) أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (١٥٧)

ترجمہ: ”اور دیکھو ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے کبھی خوف سے، اور کبھی بھوک سے، اور کبھی مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے۔ اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں تو ان کو خوشخبری سنادو، (١٥٥) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ”ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے،“ (١٥٦) یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی جانب سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت ہے، اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ (١٥٧)“ (آسان ترجمہ قرآن)

اسی طرح صبر کی فضیلت سے متعلق چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”مؤمن کا معاملہ بہت ہی اچھا ہے، اس کا ہر معاملہ خیر والا ہے، اور یہ مؤمن کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہے، مؤمن کو جب کوئی خوشی ملتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، تو یہ بھی اس کے لیے خیر کا ذریعہ ہے، اور اس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے خیر کا ذریعہ ہے۔“

- صحیح مسلم میں ہے:

٧٦٩٢- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ! إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ».

2۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اگر تو مصیبت پہنچتے وقت ہی سے صبر سے کام لے اور ثواب کی امید رکھے تو میں تیرے لیے جنت سے کم بدلہ دینے پر راضی نہیں ہوں گا۔“

- سنن ابن ماجہ میں ہے :

١٥٩٧- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: ابْنَ آدَمَ، إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى لَمْ أَرْضَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ».

3۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ’’بندے کے لیے اللہ کے ہاں ایک مقام و مرتبہ مقرر ہوتا ہے لیکن یہ بندہ اپنے عمل کی وجہ سے اس تک پہنچ نہیں پاتا، تو اللہ اس کو اس کی جان، مال یا اولاد کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے، حتی کہ وہ اس مرتبے تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہوتا ہے۔‘‘

- سنن ابی داود میں ہے :

٣٠٩٢- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ -وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ- قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلاهُ اللهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ -قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ:- ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ -ثُمَّ اتَّفَقَا- حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ تَعَالَى».

نوحہ اور ماتم کرنا رِضا بالقضاء کے خلاف ہے :

ایک مؤمن کی شان یہی ہونی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر راضی رہے کہ یہی ایک بندے کے لیے مناسب ہے، اس لیے غم کے موقع پر نوحہ کرنا، چیخنا چلانا اور ماتم کرنا اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی نہ ہونے کی نشانی ہے جو کہ نہایت ہی سنگین غلطی ہے !

غم کے موقع پر آنسو بہانا صبر کے خلاف نہیں :

شریعت نے اپنے عزیز کی فوتگی پر اعتدال کے ساتھ غم زدہ رہنے کی اجازت دی ہے، اس میں آنسو بہانا صبر و تحمل کے خلاف نہیں بلکہ غم کا تقاضا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر حضور اقدس ﷺ کے آنسو نکل آئے تو حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ! آپ بھی (آنسو بہا رہے ہیں) ؟ تو

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’عبد الرحمٰن! یہ تو رحمت اور شفقت کا تقاضا ہے،‘‘ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ’’آنکھیں تو آنسو بہا رہی ہیں اور دل غم زدہ ہے لیکن ہم صرف وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہو، اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر بہت غم زدہ ہیں۔‘‘

- صحیح بخاری میں ہے:

١٣٠٣- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ إِبْرَاهِيم فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ الله عَنْهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ الله؟ فَقَالَ: «يَا ابْنَ عَوْفٍ، إِنَّهَا رَحْمَةٌ»، ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ ﷺ: «إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ».

غم کے موقع پر چیخنے چلانے، نوحہ اور ماتم کرنے کی مذمت پر احادیث مبارکہ:

غم کے موقع پر بلند آواز سے رونا چیخنا، چلانا، اللہ سے شکایات کرنا، تقدیر کے فیصلوں سے خوش نہ ہونا، جسم یا چہرے کو پیٹنا، گریبان چاک کرنا؛ یہ تمام ایسے امور ہیں جن سے شریعت منع کرتی ہے، اس سے متعلق چند احادیث مبارکہ ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’دو چیزیں ایسی ہیں جو کفر ہیں: ایک تو نسب میں طعنہ دینا، اور دوسری چیز میت پر نوحہ کرنا۔‘‘

- صحیح مسلم میں ہے:

٢٣٦- عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ».

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’تین چیزیں ایسی ہیں

جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کے زمرے میں آتی ہیں: غم میں گریبان چاک کرنا، میت پر نوحہ کرنا اور نسب میں طعنہ دینا۔"

- صحیح ابن حبان میں ہے:

١٤٦٥- كَرِيمَةُ بِنْتُ الْحَسْحَاسِ الْمُزَنِيَّةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ فِي بَيْتِ أُمِّ الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنَ الْكُفْرِ بِاللهِ: شَقُّ الْجَيْبِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَالطَّعْنُ فِي النَّسَبِ».

ان احادیث سے نوحہ کرنے، غم میں گریبان چاک کرنے، کپڑے پھاڑنے کی شدید وعید بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ کفر اور اہلِ کفر کے کام ہیں، مسلمانوں کے نہیں، اس لیے یہ کام حرام اور شدید گناہ ہیں، مسلمانوں کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

3۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ابلیس چیخنے اور واویلا کرنے لگا، اس کا لاؤ لشکر اس کے پاس آکر جمع ہوا تو ابلیس نے کہا کہ تم اس بات سے مایوس ہو جاؤ کہ ہم آج کے بعد امتِ محمدیہ کو شرک میں مبتلا کر پائیں گے، لیکن تم ان کے دین میں ان کو فتنے میں مبتلا کرو اور ان میں نوحہ پھیلا دو۔

- المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے:

١٢١٤٩- عَنْ سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ رَنَّ إِبْلِيسُ رَنَّةً، اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ جُنودُهُ، فَقَالَ: ايئَسُوا أَنْ نُرِيدَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى الشِّرْكِ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هَذَا، وَلَكِنِ افْتِنُوهُمْ فِي دِينِهِمْ، وَأَفْشُوا فِيهِمُ النَّوْحَ.

معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں نوحہ پھیلنا ابلیس کی چاہت ہے، اس سے نوحہ کرنے کی شدید مذمت ثابت ہوتی ہے کہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

4۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "وہ ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) چہرے کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے اور جاہلیت جیسا واویلا اور نوحہ کرے۔"

- صحیح بخاری میں ہے:

١٢٩٤- عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

5۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جاہلیت کی چار چیزیں ایسی ہیں جو میری امت نہیں چھوڑے گی: اپنے حسب نسب پر فخر کرنا، دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا، میت پر نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے والی عورت اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو اسے قیامت کے دن اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اس پر تار کول کا کرتہ اور خارش والی قمیص ہو گی۔“

- صحیح مسلم میں ہے:

٢٢٠٣- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ زَيْدًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الأَنْسَابِ، وَالاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ»، وَقَالَ: «النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ».

6۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”میں نے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا ہے: ایک تو مصیبت کے وقت چیخنا، چہرہ نوچنا اور گریبان پھاڑنا، اور دوسری شیطانی مرثیہ خوانی۔“

- سنن الترمذی میں ہے:

١٠٠٥- عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَوَجَدَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَتَبْكِي؟ أَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، خَمْشِ وُجُوهٍ، وَشَقِّ جُيُوبٍ، وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ».

7۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اُس شخص پر جو مصیبت کے وقت سر منڈوائے، چہرہ پیٹے یا کپڑے پھاڑے۔

- سنن النسائی میں ہے:

١٨٦٦- عَنِ الْقَرْثَعِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسَى صَاحَتِ امْرَأَتُهُ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلَى، ثُمَّ سَكَتَتْ، فَقِيلَ لَهَا بَعْدَ ذَلِكَ: أَيُّ شَيْءٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ حَلَقَ أَوْ سَلَقَ أَوْ خَرَقَ.

8۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”فرشتے اُس عورت کے لیے رحمت کی دعا نہیں کرتے جو مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی ہو اور واویلا کرنے والی ہو۔“

- مسند احمد میں ہے کہ:

٨٧٤٦- عَنْ أَبِي مِرَايَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلَى نَائِحَةٍ وَلَا عَلَى مُرِنَّةٍ».

9۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”دو آوازیں دنیا میں بھی ملعون ہیں اور آخرت میں بھی: خوشی کے وقت موسیقی اور مصیبت کے وقت واویلا اور نوحہ کرنا۔“

- مسند البزار میں ہے کہ:

٧٥١٣- شَبِيب بن بشر البجلي قال: سَمِعْتُ أنس بن مالك يقول: قال رَسُول اللهِ ﷺ: «صوتان ملعونان في الدنيا والآخرة: مزمار عند نعمة، ورنة عند مصيبة».

10۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

- سنن النسائی میں ہے:

٣١٣٠- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَعَنَ

رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ.

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے بھی وعید ہے جو اپنی رضا و رغبت سے نوحہ سنتے ہیں۔

اس تحریر میں چوں کہ تعزیت سے متعلق احکام ذکر کرنا مقصود ہے اس لیے انھی احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

احادیث مبارکہ کا حاصل:

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح طور پر مصیبت کے وقت نوحہ کرنے، چیخنے چلانے، واویلا کرنے، جاہلیت جیسی باتیں کرنے، گریبان اور کپڑے پھاڑنے، سر منڈانے، چہرہ پیٹنے، چہرہ نوچنے اور ماتم کرنے جیسے تمام غیر شرعی کاموں کی شدید مذمت اور ان سے متعلق سخت وعیدیں ثابت ہوتی ہیں، یہ حکم میت کے لواحقین کے لیے بھی ہے اور تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے بھی، اسی طرح مردوں کے لیے بھی اور خواتین کے لیے بھی، اس لیے ان کاموں سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ نوحے پر مشتمل مرثیے پڑھنا، ایسے پروگرام نشر کرنا، ان کاموں کے لیے جلسے منعقد کرنا، ایسی پوسٹیں اور پیغامات شیئر کرنا، ان مجالس میں شرکت کرنا، ان کی تعریف اور حوصلہ افزائی کرنا، ان امور کے لیے چندہ دینا یا کسی اور طرح کا تعاون کرنا؛ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ ان احادیث کو مدنظر رکھنے کے بعد کوئی بھی مسلمان مرد یا عورت ان مذکورہ بالا امور کی ہمت اور جرأت نہیں کر سکتا۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

7 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ/3 جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر110:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے !

چوتھی قسط:

- تعزیت میں نیت کیا ہونی چاہیے ؟
- تعزیت کب کی جائے ؟
- تعزیت کتنی بار کرنی چاہیے ؟؟
- تعزیت کتنے دن تک کی جاسکتی ہے ؟؟
- جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تعزیت میں نیت کیا ہونی چاہیے؟

1۔ تعزیت اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے، اس میں ریاکاری کی نیت ہر گز نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ ریاکاری سے عمل ضائع ہو جاتا ہے اور اللہ کے ہاں ہر گز قابلِ قبول نہیں ہوتا، اس کی مکمل تفصیل ماقبل میں ''تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے (پہلی قسط)'' میں بیان ہو چکی۔

2۔ اسی طرح تعزیت کرنے میں بدلے کی نیت بھی نہیں ہونی چاہیے کہ صرف انھی کے ہاں تعزیت کے لیے جائیں جو ہمارے ہاں بھی تعزیت کے لیے آیا ہو، یا صرف اس لیے تعزیت کرنے جائیں تاکہ لوگ کل کو ایسے لمحات میں ہمارے ہاں بھی آئیں، کیوں کہ یہ بھی اخلاص کے خلاف ہے۔

3۔ اسی سے یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے تعزیت کے لیے حاضر نہ ہو سکے یا تعزیت نہ کر سکے تو اس کے عذر کو قبول کرنا چاہیے، لیکن آجکل جو یہ مزاج بن چکا ہے کہ تعزیت نہ کرنے والے شخص سے تعلق اور محبت ہی ختم کر لیتے ہیں، حتیٰ کہ یہ تک کہہ دیتے ہیں کہ ''جب یہ ہماری تعزیت میں نہیں آیا تو ہم بھی ان کے ہاں نہیں جائیں گے۔'' یاد رہے کہ یہ سوچ اسلامی اخلاق کے سراسر خلاف ہے۔

4۔ تعزیت محض رسم پوری کرنے کا نام نہیں کہ اسے قومی یا علاقائی رسم سمجھ کر سرانجام دی جائے، بلکہ یہ ایک دینی عمل اور نیکی ہے جس کی بنیاد انسانی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے پر ہے، اس لیے اگر آپ کسی کی تعزیت کرنا چاہتے ہیں تو اسی نیت اور جذبے کے ساتھ کریں اور میت کے لواحقین کے غم کو سمجھیں اور ان کے دکھ درد میں شریک ہو جائیں۔

تعزیت کب کی جائے؟

1۔ جب میت کے لواحقین تکفین وتدفین سے فارغ ہو جائیں تو اس وقت تعزیت کرنا زیادہ مناسب ہے، اور اگر کوئی شخص اس سے پہلے ہی تعزیت کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے، خصوصًا جب میت کے لواحقین غم سے نڈھال ہو رہے ہوں اور ان کو فوری صبر کی تلقین کرنے کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں تدفین سے پہلے ہی

تعزیت کر لینی مناسب ہے۔

2۔ بعض لوگ تعزیت میں جلدی کرنے کا تقاضا کرتے ہیں اور آتے ہی پوچھنا شروع کر دیتے ہیں کہ دعا کہاں ہو رہی ہے؟ یا دعا کے لیے کہاں محفل لگی ہے؟ جبکہ میت کے لواحقین فارغ ہی نہیں ہوتے بلکہ وہ تجہیز و تکفین کے مراحل میں مصروف ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسے حضرات غلطی کا شکار ہیں کیوں کہ اس سے میت کے لواحقین کو تشویش ہوتی ہے اور ان کے کاموں میں خلل آتا ہے، اس لیے ایسا کرنا مناسب نہیں کیوں کہ ایسی تعزیت کا فائدہ ہی کیا جس میں لواحقین ہی کی رعایت نہ کی جائے اور بس رسم پوری کرنے کی غرض سے جلد بازی کی جائے!! ایسے موقع پر اگر ہوسکے تو میت کے لواحقین کے ساتھ تعاون کرنا زیادہ مناسب ہے کیوں کہ یہی وقت کا تقاضا بھی ہے اور تعزیت کا حصہ بھی ہے، لوگ صرف زبانی تعزیت کو تعزیت سمجھتے ہیں حالاں کہ ان کے ساتھ تعاون عملی تعزیت ہے جس سے میت کے لواحقین کو بڑا حوصلہ ملتا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی)

تنبیہ:

ما قبل کی تفصیل سے تدفین سے پہلے تعزیت کرنے کا حکم بخوبی معلوم ہو جاتا ہے، جہاں تک تدفین سے پہلے یا اس کے بعد میت کے گھر اجتماعی دعا کا تعلق ہے تو وہ اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

تعزیت کتنی بار کرنی چاہیے؟

تعزیت ایک ہی بار کرنی چاہیے، ایک سے زائد مرتبہ تعزیت کرنا مناسب نہیں، اس سے ان لوگوں کی غلطی سامنے آجاتی ہے جو بار بار تعزیت کے لیے جاتے ہیں جو لواحقین کے لیے غم میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ آجکل مرد حضرات اور خصوصًا خواتین میں یہ رسم عام ہے کہ وہ تین دن تک ہر روز میت کے گھر جانے کا اہتمام کرتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ رسم دینی تعلیمات کے مطابق نہیں، بلکہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ رسم ہے جو کہ میت والوں پر اضافی بوجھ بھی ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔(ردالمحتار، عالمگیریہ، احکامِ میت)

تعزیت کتنے دن تک کی جاسکتی ہے؟؟

1۔ عام حالات میں بہتر یہی ہے کہ تعزیت فوری طور پر جتنی جلدی ہوسکے کرلی جائے تاکہ تعزیت کا مقصد اچھی طرح حاصل ہوسکے۔

2۔ واضح رہے کہ تعزیت تین دن تک کسی بھی دن کی جاسکتی ہے، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مناسب نہیں، البتہ اگر تعزیت کرنے والا سفر پر ہو یا میت کے لواحقین سفر پر ہوں یا کسی اور عذر کی وجہ سے تین دن کے اندر تعزیت کا موقع نہ ملے تو تین دن کے بعد بھی تعزیت کی جاسکتی ہے۔ (رد المحتار، احکام میت، فتاویٰ رحیمیہ)

3۔ آجکل ایک رواج یہ بھی ہے کہ فوتگی کے تین دن بعد جب کسی خوشی یا عید کا موقع آتا ہے تو میت کے لواحقین اس میں بھی سوگ مناتے ہیں، غم زدہ رہتے ہیں حتٰی کہ لوگ آکر تعزیت بھی کرتے ہیں، ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ واضح طور پر بدعت ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کی وفات پر اس کے عزیز واقارب کے لیے سوگ منانے کی اجازت احادیث سے ثابت ہے البتہ یہ سوگ تین دن تک ہونا چاہیے، تین دن کے بعد بھی سوگ منانا دین کا تقاضا نہیں، بلکہ شریعت کے خلاف ہے۔ (البتہ جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کا سوگ چار ماہ دس دن تک ہے، لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کا سوگ بچے کی پیدائش تک ہے، ایسی عورت پر تو سوگ واجب ہے، اسی طرح بعض طلاق یافتہ عورتوں کے لیے بھی سوگ کا حکم ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔)

تعزیت کا تعلق بھی تین دن کیے جانے والے سوگ کے ساتھ ہے، اس لیے تعزیت بھی تین دن کے اندر اندر کرلینی چاہیے جس کی تفصیل اوپر بیان ہوچکی، اس لیے تین دن کے بعد عید یا کسی خوشی کے موقع پر سوگ منانا اور لوگوں کا ان کے گھر جاکر تعزیت کرنا شریعت کے خلاف اور بدعت ہے۔ (احکامِ میت، فتاویٰ رحیمیہ)

- صحیح بخاری میں ہے:

٥٣٣٤- عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هَذِهِ الأَحَادِيثَ الثَّلاثَةَ: قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ، خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ

تُؤْمِنُ بِاللهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا»۔

جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ

ذیل میں جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ ذکر کیے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

فتویٰ 1۔ ’’جس گھر میں میت ہو گئی ہو اُن کے یہاں تیسرے دن تک ایک بار تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے۔[تفصیل کے بعد فرماتے ہیں:] واضح رہے کہ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہِ تنزیہی ہے، لیکن اگر تعزیت کرنے والا سفر میں ہو یا میت کے عزیز واقارب (جن کے پاس تعزیت کے لیے جانا چاہیے) وہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت کو جانا مکروہ نہیں۔[تفصیل کے بعد فرماتے ہیں:] بعض اوقات ایک ہی آدمی تینوں دن آتا رہتا ہے اور تیسرے دن اجتماعی دعا کر کے باقاعدہ تعزیت کے ختم کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے؛ یہ سب امور خلافِ شرع ہیں، شریعت سے ثابت نہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کسی قریبی رشتہ دار کے آنے سے میت کے اہلِ خانہ کو تسلی ہوتی ہو اور وہ ایک سے زیادہ مرتبہ آکر ان کے لیے تسلی کا سامان کر دے تو شرعًا اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب‘‘

(فتویٰ نمبر: 15/1991، مؤرخہ: 23 شوال المکرم 1439ھ)

یہ فتویٰ مکمل طور پر اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

فتویٰ 2۔ ’’اگر کسی کے گھر میں میت ہو جائے تو تعزیت کے لیے ان کے یہاں ایک بار جانا مستحب ہے، اس میں میت کے متعلقین کو تسکین وتسلی دی جاتی ہے، صبر کے فضائل اور اس کا عظیم الشان اجر وثواب سنا کر ان کو صبر کی رغبت دلائی جاتی ہے اور میت کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ تعزیت کے لیے تین دن مسلسل جانے کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ بار بار تعزیت کرنا ناپسندیدہ ہے، لہٰذا اس رواج سے اجتناب کرنا لازم ہے۔‘‘ (فتویٰ نمبر: 93/1885، مؤرخہ: 25 ربیع الثانی 1438ھ)

فقہی عبارات

- **فتاویٰ ہندیہ:**

التَّعْزِيَةُ لِصَاحِبِ الْمُصِيبَةِ حَسَنٌ، كَذَا فِي «الظَّهِيرِيَّةِ»، وَرَوَى الْحَسَنُ بن زِيَادٍ: إِذَا عَزَّى أَهْلَ الْمَيِّتِ مَرَّةً فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَزِّيَهُ مَرَّةً أُخْرَى، كَذَا فِي «الْمُضْمَرَاتِ». وَوَقْتُهَا من حِينِ يَمُوتُ إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَيُكْرَهُ بَعْدَهَا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمُعَزِّي أو الْمُعَزَّى إِلَيْهِ غَائِبًا فَلَا بَأْس بها، وَهِيَ بَعْدَ الدَّفْنِ أَوْلَى منها قَبْلَهُ، وَهَذَا إِذَا لم يُرَ منهم جَزَعٌ شَدِيدٌ، فَإِنْ رُئِيَ ذلك قُدِّمَتِ التَّعْزِيَةُ. (الجنائز: الفصل السادس)

- **الموسوعۃ الفقہیہ:**

مُدَّةُ التَّعْزِيَةِ:

٤- جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ: عَلَى أَنَّ مُدَّةَ التَّعْزِيَةِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَاسْتَدَلُّوا لِذَلِكَ بِإِذْنِ الشَّارِعِ فِي الإِحْدَادِ فِي الثَّلَاثِ فَقَطْ بِقَوْلِهِ ﷺ: «لَا يَحِل لاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تَحُدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا». وَتُكْرَهُ بَعْدَهَا؛ لأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهَا سُكُونُ قَلْبِ الْمُصَابِ وَالْغَالِبُ سُكُونُهُ بَعْدَ الثَّلَاثَةِ، فَلَا يُجَدَّدُ لَهُ الْحُزْنُ بِالتَّعْزِيَةِ، إِلَّا إِذَا كَانَ أَحَدُهُمَا (الْمُعَزَّى أَوِ الْمُعَزِّي) غَائِبًا فَلَمْ يَحْضُرْ إِلَّا بَعْدَ الثَّلَاثَةِ فَإِنَّهُ يُعَزِّيهِ بَعْدَ الثَّلَاثَةِ.

وَقْتُ التَّعزِيَةِ:

٥- ذَهَبَ جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ: إِلَى أَنَّ الأَفْضَل فِي التَّعْزِيَةِ أَنْ تَكُونَ بَعْدَ الدَّفْنِ؛ لأَنَّ أَهْل الْمَيِّتِ قَبل الدَّفْنِ مَشْغُولُونَ بِتَجْهِيزِهِ، وَلأَنَّ وَحْشَتَهُمْ بَعْدَ دَفْنِهِ لِفِرَاقِهِ أَكْثَرُ، فَكَانَ ذَلِكَ الْوَقْتُ أَوْلَى بِالتَّعْزِيَةِ. وَقَال جُمْهُورُ الشَّافِعِيَّةِ: إِلَّا أَنْ يَظْهَرَ مِنْ أَهْل الْمَيِّتِ شِدَّةُ جَزَعٍ قَبْل الدَّفْنِ، فَتُعَجَّل التَّعْزِيَةُ لِيَذْهَبَ جَزَعُهُمْ أَوْ يَخِفَّ.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

8 جمادی الاُولیٰ 1441ھ/4 جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 111:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے !

پانچویں قسط:

- تعزیت میں کی جانے والی دُعا کی حقیقت اور مروّجہ بدعات ورسومات۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

اِجمالی فہرست

- تعزیت کی دعا سے متعلق مروّجہ بدعات ورسومات کا اِجمالی تذکرہ۔
- تعزیت کرتے وقت دعا کرنے کا حکم۔
- تعزیت میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم۔
- تعزیت میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کو ضروری سمجھنے کا حکم۔
- تعزیت کے لیے اجتماعی طور پر آنے والوں میں سے ہر ایک کا دعا کرنا۔
- تعزیت کے لیے آتے وقت بھی اور رخصت ہوتے وقت بھی دعا کا حکم۔
- تعزیت کی مجلس میں وقفے وقفے سے آواز لگا کر بار بار دعا کرنے کا حکم۔
- تعزیت کے لیے ہر آنے والے کے کہنے پر اجتماعی دعا کرنے کا حکم۔
- میت کے لواحقین کے ساتھ ظلم۔
- تعزیت کے موقع پر اجتماعی دعا کا حکم۔
- تعزیت میں اجتماعی طور پر افتتاحی اور اختتامی دعا کا حکم۔
- تدفین سے پہلے یا اس کے بعد میت کے گھر اجتماعی دعا کا حکم۔
- کیا تعزیت فقط دعا کا نام ہے ؟
- کسی عمل کو ضروری سمجھنے کا معیار۔
- جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ۔

تعزیت کی دعا سے متعلق مروّجہ بدعات ورسومات کا اِجمالی تذکرہ:

تعزیت کے وقت کی جانے والی دعا میں متعدد بدعات اور غیر شرعی باتیں رائج ہو چکی ہیں، جن سے بچنا اور ان کی اصلاح کرنا ضروری ہے، ان بدعات ورسومات کا اِجمالی تذکرہ ملاحظہ فرمائیں:

- تعزیت کے وقت دعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے کو ضروری سمجھنا۔
- تعزیت کے وقت اجتماعی دعا کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا۔
- تدفین سے پہلے یا اس کے بعد میت کے گھر اجتماعی دعا کرنا۔
- تعزیت کی مجلس میں دعا مانگے بغیر محض رسم پوری کرنے کی غرض سے بار بار ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا۔
- تعزیت کی مجلس کے آغاز اور اختتام کے وقت اجتماعی دعا کرنا۔
- تعزیت کے لیے مشترکہ طور پر آنے والوں میں سے ہر ایک کا الگ الگ دعا کرانا۔
- تعزیت کے لیے ہر آنے والے کے کہنے پر بار بار ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دعا کرنا۔
- تعزیت کے لیے آتے وقت بھی دعا کرنا اور جاتے وقت بھی دعا کرنا۔
- تعزیت کی مجلس میں وقفے وقفے سے آواز لگا کر اجتماعی دعا کرنا۔
- تعزیت کے موقع پر تین دن تک دعا کے لیے جاتے رہنا۔
- تعزیت کو فقط دعا ہی سمجھنا۔

اس طرح کی بہت سی بدعات ورسومات عام ہو چکی ہیں، ذیل میں ان کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

تعزیت کرتے وقت دعا کرنے کا حکم:

تعزیت کرتے وقت میت کے لیے مغفرت اور میت کے لواحقین کے لیے صبر کی دعا کرنا جائز بلکہ یہ تعزیت کا حصہ ہے۔

تعزیت میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم:

تعزیت کرتے وقت جب میت کے لیے دعا کی جائے تو یہ دعا ہاتھ اٹھا کر کرنا بھی درست ہے اور ہاتھ اُٹھائے بغیر بھی درست ہے۔

تعزیت میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کو ضروری سمجھنے کا حکم:

بہت سے لوگ تعزیت کی دعا میں ہاتھ اٹھانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور ہاتھ نہ اٹھانے والے کو ملامت کا نشانہ بناتے ہیں تو یاد رہے کہ یہ سراسر شریعت کے خلاف اور بدعت ہے اور ایسے حضرات کھلی غلطی کا شکار ہیں، حتیٰ کہ بعض اہلِ علم کے نزدیک تو تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھانا احادیث سے ثابت ہی نہیں۔ اس لیے جہاں لوگ اس بدعت میں مبتلا ہیں وہاں ہاتھ نہ اُٹھانا ہی مناسب ہے تاکہ ان کی تائید بھی نہ ہو اور ان کی اصلاح بھی ہو سکے۔ (دیکھیے: احسن الفتاویٰ، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب، فتاویٰ دار العلوم زکریا)

تعزیت کے لیے اجتماعی طور پر آنے والوں میں سے ہر ایک کا دعا کرنا:

تعزیت میں کی جانے والی دعا میں ایک غلط رسم یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اگر دو چار لوگ مل کر تعزیت کے لیے آجائیں تو ان میں سے ہر ایک الگ الگ ہاتھ اٹھا کر دعا کراتا ہے، حالاں کہ جب ایک بار دعا کرائی جاچکی اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر ایک نے دعا کرلی تو ایسے میں ہر ایک کا دعا کرانا محض رسم ہی ہے جو کہ شریعت کی تعلیمات کے مطابق نہیں، بلکہ واضح طور پر بدعت ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

تعزیت کے لیے آتے وقت بھی اور رخصت ہوتے وقت بھی دعا کا حکم:

ایک غیر شرعی رسم یہ بھی پائی جاتی ہے کہ تعزیت کے لیے آنے والے حضرات آتے وقت بھی دعا کراتے ہیں، پھر جاتے وقت بھی دعا کراتے ہیں، اس بار بار دعا کا بھی کوئی ثبوت نہیں بلکہ واضح طور پر خود ساختہ عمل ہے۔

تعزیت کی مجلس میں وقفے وقفے سے آواز لگا کر بار بار دعا کرنے کا حکم:

تعزیت کے موقع پر ایک بدعت یہ بھی رائج ہے کہ بیٹھے بیٹھے حاضرینِ مجلس میں سے کوئی شخص ایک وقفے کے بعد آواز لگا دیتا ہے کہ ایک بار پھر دعا کر لیتے ہیں، یا یوں کہتا ہے کہ ایک بار پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں، واضح رہے کہ یہ باتیں شریعت سے ثابت نہیں بلکہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ ہیں۔

تعزیت کے لیے ہر آنے والے کے کہنے پر اجتماعی دعا کرنے کا حکم:

ایک رسم یہ بھی ہے کہ تعزیت کے لیے ہر آنے والے کے کہنے پر بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور لوگ اسی کو تعزیت سمجھتے ہیں، اور جو ایسا نہ کرے بلکہ وہ ہاتھ اٹھائے بغیر ہی تعزیت کے کلمات کہہ کر چلا جائے تو اس کو طعن و ملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے، واضح رہے کہ یہ بھی شریعت کے خلاف ہے۔

میت کے لواحقین کے ساتھ ظلم:

میت کے لواحقین کو تین دن تعزیتی مجلس میں بیٹھنے کا پابند بنا کر ہر آنے والے کے کہنے پر بار بار ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا کس قدر ظلم ہے کہ وہ بیچارے تنگ آجاتے ہیں اور تھک جاتے ہیں لیکن مروّتاً اور مجبوراً خاموش رہتے ہیں، کیا تعزیت اسی کا نام رہ گیا ہے کہ میت کے لواحقین پر بوجھ ڈالا جائے!!

تعزیت کے موقع پر اجتماعی دعا کا حکم:

تعزیت میں اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں، اور نہ ہی ہر آنے والے شخص کا پورے مجمع کو ساتھ ملا کر اجتماعی دعا کرانے کا ثبوت ہے، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ آنے والا شخص متعلقہ افراد سے تعزیت اور دعا کر لیا کرے بس! اس لیے تعزیت کے موقع پر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا واضح طور پر بدعت اور گناہ ہے۔

مسئلہ: بعض علاقوں میں تعزیت کے لیے آنے والا ہر شخص حاضرین مجلس سے کہتا جاتا ہے کہ سورتِ فاتحہ پڑھ لیں، یا: سورتِ اخلاص تین بار پڑھ لیں، پھر اس کے بعد اجتماعی دعا کی جاتی ہے، یاد رہے کہ اس رسم کی

شریعت میں کوئی اصل نہیں، اس لیے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

تعزیت میں اجتماعی طور پر افتتاحی اور اختتامی دُعا کا حکم:

آجکل ایک رسم یہ بھی رائج ہو رہی ہے کہ تین دن پورے ہونے پر جب تعزیت کی مجلس ختم کی جاتی ہے تو اس کے لیے اجتماعی طور پر اختتامی دعا کی جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کے لیے باقاعدہ کسی مولوی صاحب یا بزرگ شخصیت کو دعوت دی جاتی ہے تاکہ ان کی دعا پر یہ تعزیت کی مجلس برخاست کی جاسکے، یاد رہے کہ یہ واضح طور پر ناجائز ہے، کیوں کہ تعزیت کے لیے کوئی اجتماعی محفل کا تصور ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لیے افتتاحی یا اختتامی طور پر اجتماعی یا انفرادی دعا کا ثبوت ہے، اس لیے یہ بدعت ہے۔

تدفین سے پہلے یا اس کے بعد میت کے گھر اجتماعی دعا کا حکم:

بعض لوگ میت کی تدفین سے پہلے یا اس کے بعد میت کے گھر اجتماعی دعا کے لیے جمع ہو جاتے ہیں تو واضح رہے کہ میت کی تدفین سے پہلے تعزیت کرنے کا تفصیلی حکم تو پچھلی قسط میں بیان ہو چکا، جہاں تک دعا کا تعلق ہے تو تعزیت کے موقع پر انفرادی اور اجتماعی دعا کا حکم زیرِ نظر تحریر سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

کیا تعزیت فقط دعا کا نام ہے؟

تعزیت در حقیقت میت کے لواحقین کو تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، ان کے ساتھ تعاون کرنے کا نام ہے، اسی کے ساتھ ساتھ میت اور لواحقین کے لیے دعا بھی کر لی جاتی ہے جو کہ تعزیت کا حصہ ہے، لیکن بہت سے لوگ تعزیت کو فقط دعا سمجھتے ہیں حتی کہ اس کو دعا ہی کا نام دیتے ہیں اور تعزیت کے موقع پر دعا ہی پر اکتفا کرتے ہیں، جس کی حقیقت محض رسم پوری کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتی، حالاں کہ دُعا تو ایک ضمنی چیز ہے جو کہ تعزیت کا حصہ ہے، اور دعا تو ہر جگہ کی جاسکتی ہے جس کے لیے میت کے گھر جانا بھی ضروری نہیں، جبکہ تعزیت تو لواحقین ہی سے کی جاسکتی ہے، غور کیا جائے کہ تعزیت کو فقط دعا سمجھ لینے سے جو

خرابیاں سامنے آتی ہیں وہ محتاجِ بیان نہیں، کاش کہ تعزیت کو تعزیت ہی رہنے دیا جاتا!!

کسی عمل کو ضروری سمجھنے کا معیار:

جب کسی عمل سے متعلق لوگوں سے یہ کہا جائے کہ آپ لوگ اسے لازم سمجھتے ہیں اس لیے یہ ناجائز اور بدعت ہے، تو لوگ محض منہ زبانی یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اسے ضروری نہیں سمجھتے! تو اس حوالے سے عرض یہ ہے کہ کسی چیز کو ضروری سمجھے جانے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

- لوگ اس چیز کو چھوڑنے پر ملامت کرتے ہوں۔
- لوگ اس چیز کو ترک کرنے کو تیار نہ ہوں کیوں کہ اگر ضروری نہیں سمجھتے تو اسے چھوڑنے کے لیے تیار کیوں نہیں ہوتے!

یہ علامت ہے اس بات کی کہ لوگ اس چیز اور کام کو ضروری سمجھتے ہیں، بھلے وہ منہ زبانی یہ دعویٰ کریں کہ ہم تو اسے ضروری نہیں سمجھتے۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ

ما قبل میں ذکر کیے گئے مسائل کو مزید سمجھنے اور ان کی تائید کے لیے ذیل میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ ذکر کیے جاتے ہیں جن سے مذکورہ بالا امور سمیت متعدد غلطیاں واضح ہو سکیں گی ان شاء اللہ۔

فتویٰ 1۔ ”جس گھر میں میت ہو گئی ہو اُن کے یہاں تیسرے دن تک ایک بار تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے، اور تعزیت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ میت کے متعلقین کو تسلی دی جائے، اُن کی تسکین کی باتیں کی جائیں، صبر کے فضائل اور اس کا عظیم الشان اجر و ثواب سنا کر ان کو صبر کی ترغیب دی جائے اور میت کے لیے دعائے مغفرت کی جائے، اگر بغیر کسی التزام کے اور کسی رسم ورواج کی پابندی کے بغیر دعائے مغفرت کے وقت کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لے تو فی نفسہ اس کی بھی گنجائش ہو گی بشرطیکہ

ہاتھ اٹھانے کو ضروری اور لازم نہ قرار دیا جائے۔ اور نہ ہی ایسے موقع پر ہاتھ اٹھائے جہاں عوام الناس کا عقیدہ فاسد ہونے کا خطرہ ہو۔

واضح رہے کہ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر تعزیت کرنے والا سفر میں ہو یا میت کے عزیز واقارب (جن کے پاس تعزیت کے لیے جانا چاہیے) وہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت کو جانا مکروہ نہیں۔

كما في رواية أَبِي مُوسَى رضي الله عنه ..... وَقَالَ: قُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ»، وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ». فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا». قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ، وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى.
(صحيح البخاري: بَاب غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ، رقم الحديث: ٤٣٢٣)

تعزیت کی حقیقت بس اتنی ہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی ہے، اس کے علاوہ آج کل جو طریقہ رائج ہو گیا ہے کہ لواحقین مسلسل تین یوم تک دریاں بچھا کر بیٹھے رہتے ہیں، لوگ آکر بیٹھ جاتے ہیں اور اہل میت کی تسلی وتسکین کے بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں، ہر آنے والے کے ساتھ زبان سے دعا کیے بغیر چپ چاپ ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیر لیے جاتے ہیں، یا ہر آنے والا آتے ہی حاضرین سے کہتا ہے: ہاتھ اٹھائیں یا یہ کہتا ہے کہ دعا مانگیں، پھر سب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی آدمی تینوں دن آتا رہتا ہے اور تیسرے دن اجتماعی دعا کر کے باقاعدہ تعزیت کے ختم کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے؛ یہ سب امور خلافِ شرع ہیں، شریعت سے ثابت نہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کسی قریبی رشتہ دار کے آنے سے میت کے اہلِ خانہ کو تسلی ہوتی ہو اور وہ ایک سے زیادہ مرتبہ آکر ان کے لیے تسلی کا سامان کر دے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب"

(فتویٰ نمبر: 15/1991، مؤرخہ: 23 شوال المکرم 1439ھ)

فتویٰ 2۔ "اہل میت کی تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ان کو تسلی کے اس طرح کے الفاظ کہے جائیں

کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، تسلی کا بہتر سامان کرے، میت کی مغفرت فرمائے۔ میت کے پسماندگان سے تعزیت کرنا مستحب اور باعثِ اجر وثواب ہے، لیکن اس کے لیے باقاعدہ مجلس قائم کرنا اور لوگوں کا جمع ہونا، اور اجتماعی طور پر بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اور ان امور کو لازم وضروری سمجھنا سلف سے منقول نہیں بلکہ بدعت ہے، جس سے بچنا واجب ہے۔" (مأخذہ التبویب:98/1446)
(فتویٰ نمبر:42/1453، مؤرخہ:1433/7/21ھ)

فتویٰ3۔ "اگر کسی کے گھر میں میت ہو جائے تو تعزیت کے لیے ان کے یہاں ایک بار جانا مستحب ہے، اس میں میت کے متعلقین کو تسکین وتسلی دی جاتی ہے، صبر کے فضائل اور اس کا عظیم الشان اجر وثواب سنا کر ان کو صبر کی رغبت دلائی جاتی ہے اور میت کے لیے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ تعزیت کے لیے تین دن مسلسل جانے کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ بار بار تعزیت کرنا ناپسندیدہ ہے، لہٰذا اس رواج سے اجتناب کرنا لازم ہے۔" (فتویٰ نمبر:93/1885، مؤرخہ:25ربیع الثانی1438ھ)

فتویٰ4۔ "تعزیت کے معنی ہیں: میت کے متعلقین کو تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا عظیم الشان اجر وثواب سنا کر ان کو صبر کی رغبت دلانا اور میت کے لیے ہاتھ اٹھانے کا اہتمام کیے بغیر دعائے مغفرت کرنا خواہ کسی بھی زبان میں ہو۔ لہٰذا تعزیت کے لیے ہر آنے والے کا بار بار ہاتھ اٹھانا یا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، صرف اسی کو تعزیت کہنا، اس کو لازم وضروری سمجھنا، ایسا نہ کرنے والے پر طعن وتشنیع کرنا وغیرہ جیسا کہ سوال میں ذکر ہے، یہ طریقہ نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرام رضوانُ اللہ علیہم اجمعین اور تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ سے، لہذا یہ متعدد مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بدعت اور واجب الترک ہے۔ (مأخذہ التبویب: 45/ 1925)

اہلِ حق کو چاہیے کہ فتنہ اور فساد سے بچتے ہوئے حکمت ومصلحت کے ساتھ ان کو نرمی سے سمجھا دیں، اگر وہ نہ مانیں تو خود اس عمل کو بُرا سمجھتے ہوئے ان کے حق میں ہدایت کی دعا کریں، نیز ان لوگوں کا اہلِ حق کو برا بھلا کہنا اور ان کو برے الفاظ سے نوازنا سراسر ناجائز ہے۔" (التبویب:63/1850)

تنبیہ: تعزیت کے لیے تین دن تک اجتماعی محفل منعقد کرنا متعدد بدعات ورسومات کا ذریعہ ہے، اس سے متعلق تفصیل اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات

- صحيح البخاري:

٢٦٩٧- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ».

- سنن الترمذي:

٢٦٤١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بني إسرائيل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي».

- الاعتصام للإمام الشاطبي:

وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ قَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَعَبَّدْهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا تعبَّدوها؛ فَإِنَّ الْأَوَّلَ لَمْ يَدَعْ لِلْآخِرِ مَقَالًا، فَاتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ، وَخُذُوا بِطَرِيقِ مَنْ كَانَ قبلكم. ونحوه لابن مسعود أيضًا. (الباب الثامن في الفرق بين البدع والمصالح المرسلة)

- البدع لابن وضاح القرطبي:

١٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: اتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ، خُذُوا طَرِيقَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَاللهِ لَئِنِ اسْتَقَمْتُمْ لَقَدْ سُبِقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا، وَلَئِنْ تَرَكْتُمُوهُ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا. (بَابُ مَا يَكُونُ بِدْعَةً)

وَخَرَّجَ [ابْن وَضَّاحٍ] أَيْضًا عَنْ عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: اتَّبِعُوا آثَارَنَا وَلَا تَبْتَدِعُوا فَقَدْ كُفِيتُمْ.

- البدع لابن وضاح القرطبي:

١١ - حَدَّثَنَا أَسَدٌ قَالَ: أخبرنا أَبُو هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: اتَّبِعُوا آثَارَنَا، وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ. (بَابُ مَا يَكُونُ بِدْعَةً)

- مجمع الزوائد:

٨٥٣- عن عبد الله بن مسعود قال: اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم.

رواه الطبراني في «الكبير»، ورجاله رجال الصحيح.

- صحيح البخاري:

٨٥٢- عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الله: لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ يَرَى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ.

- مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار:

[جعل]: «لا يجعل أحدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى أن لا ينصرف إلا عن يمينه»، فيه: من أصر على مندوب ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان منه الإضلال، فكيف بمن أصر على البدعة، فقد روي أن الله يحب أن تؤتى رخصه.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

9 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ/5 جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر112:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے!

چھٹی قسط:

- تعزیت کی محفل جمانے اور تعزیت کو اجتماعی رنگ دینے کی رسم۔
- تعزیت کی مروّجہ محفل سے متعلق چند باتیں۔
- تعزیت کی مجلس لگا کر راستوں کو بند کرنے کی ممانعت۔
- جامعہ دار العلوم کراچی کے فتاویٰ۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تعزیت کی محفل جمانے اور تعزیت کو اجتماعی رنگ دینے کی رسم:

تعزیت سے متعلق ایک رسم یہ بھی عام ہو چکی ہے کہ تعزیت کو باقاعدہ اجتماعی رنگ دے دیا گیا ہے کہ اہتمام کے ساتھ ٹینٹ، شامیانے اور کرسیاں لگا کر یا کسی گھر اور حجرے میں ایک محفل منعقد کی جاتی ہے جس میں تین دن تک لوگ آتے جاتے ہیں اور تین دن گزرنے پر اجتماعی طور پر اختتامی دعا کرا کر اس محفل کا اختتام کیا جاتا ہے، اور اس طریقے کو لازم سمجھ لیا گیا ہے حتی کہ ایسا نہ کرنے والوں کو ملامت کیا جاتا ہے اور اس کے بغیر عموماً تعزیت کا تصور ہی نہیں کیا جاتا، اس اجتماعی محفل کی وجہ سے متعدد خرابیاں جنم لے چکی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تعزیت کی مروّجہ محفل سے متعلق چند باتیں:

تعزیت کے لیے منعقد کی جانے والی مروجہ محفل اور اس کی خرابیوں سے متعلق درج ذیل باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے جو کہ ایک منصف مزاج شخص کے لیے کافی ہیں:

پہلی بات: تعزیت کے لیے مروّجہ رسم کی طرح تین دن تک باقاعدہ محفل جمانے کا ثبوت قرآن وسنت اور حضرات صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین سے نہیں ملتا، اس لیے یہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ عمل ہے۔

دوسری بات: جن حضرات اہلِ علم نے اس تعزیتی محفل کو خلافِ اَولیٰ قرار دے کر اس سے اجتناب کرنے کو بہتر لکھا ہے، اس قول کے مطابق اگر اس مجلس کی اپنی ذات میں گنجائش ہو بھی تب بھی یہ متعدد بدعات اور غیر شرعی امور کے شامل ہونے کی وجہ سے ممنوع ٹھہرتی ہے، جیسا کہ اہلِ علم بخوبی واقف ہیں کہ ایک جائز کام جب کسی ناجائز کام کا ذریعہ بن جائے تو وہ بھی ناجائز قرار پاتا ہے۔ اس لیے موجودہ صورتحال میں اس مروّجہ محفل کی اجازت نہیں دی جاسکتی بلکہ اس کو ترک کرنے میں ہی احتیاط ہے۔

تیسری بات: تعزیت کے لیے میت کے ہاں جمع ہونا، اجتماعی محفل منعقد کرنا اور محفل جما کر بیٹھ جانا غم کے اظہار اور اس میں اضافے کے زمرے میں آتا ہے، حالاں کہ تعزیت کا مقصد غم کو ہلکا بلکہ ختم کرنا ہے، نہ کہ

غم کا اظہار کرنا اور اس کو بڑھاوا دینا۔

چوتھی بات: یہ بات بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ تعزیت کے لیے آنے والوں کا میت کے ہاں مجمع لگانا، محفل جما کر بیٹھ جانا اور پھر میت کے لواحقین کی طرف سے اُن کے لیے کھانے کا انتظام کرنا نوحہ کے زمرے میں آتا ہے اور تقریباً یہی صورتحال آجکل تعزیتی محفلوں میں پائی جاتی ہے، چنانچہ حضرت جریر بن عبد اللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کے ہاں جمع ہونے اور مجمع لگانے اور ان کے لیے کھانے کا انتظام کرنے کو نوحہ میں سے شمار کرتے تھے۔ جیسا کہ مسند احمد میں ہے:

٦٩٠٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ بَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النِّيَاحَةِ.

واضح رہے کہ یہ قول اجماعِ صحابہ یا حدیث مرفوع کے زمرے میں آتا ہے، جیسا کہ اس تحریر یعنی بحث کے آخر میں "حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ" کے حوالے سے عبارت مذکور ہے۔

اسی طرح حضرت جریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ کے ہاں میت پر نوحہ کیا جاتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں، پھر پوچھا کہ کیا آپ کے ہاں خواتین میت کے گھر جمع ہوتی ہیں اور کھانا کھلایا جاتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں، تو حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ بھی تو نوحہ کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ مصنَّف ابن ابی شیبہ میں ہے:

١١٤٦٧- عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: قَدِمَ جَرِيرٌ عَلَى عُمَرَ، فَقَالَ: هَلْ يُنَاحُ قِبَلَكُمْ عَلَى الْمَيِّتِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَجْتَمِعُ النِّسَاءُ عِنْدَكُمْ عَلَى الْمَيِّتِ وَيُطْعَمُ الطَّعَامُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: تِلْكَ النِّيَاحَةُ.

اور نوحہ کی مذمت بہت سی احادیث میں مذکور ہے، جس کی تفصیل ما قبل میں اس سلسلہ "تعزیت سنت کے مطابق کیجیے (تیسری قسط)" میں بیان ہو چکی۔

پانچویں بات: بہت سے لوگ اس تین دن کی تعزیتی محفل کو لازم اور ضروری سمجھتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں پر طعن و ملامت کرتے ہیں حتی کہ میت کے لواحقین کا ان تین دنوں میں اس مجلس میں موجود

رہنے کو ضروری تصور کیا جاتا ہے، گویا کہ وہ ان تین دنوں میں کوئی کام کاج بھی نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ یہ تمام باتیں واضح علامت ہیں اس کے ناجائز ہونے کی کیوں کہ ایک جائز کام کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے جس کا ترک کرنا ضروری ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ کی یہ عبارت چشم کشا ہے:

وَيُكْرَهُ أَنْ يَسْجُدَ شُكْرًا بَعْدَ الصَّلَاةِ فِي الْوَقْتِ الذي يُكْرَهُ فيه النَّفَلُ، وَلَا يُكْرَهُ فِي غَيْرِهِ كَذَا فِي «الْقُنْيَةِ»، وَأَمَّا إذَا سَجَدَ بِغَيْرِ سَبَبٍ فَلَيْسَ بِقُرْبَةٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وما يَفْعَلُ عَقِيبَ الصَّلَوَاتِ مَكْرُوهٌ؛ لِأَنَّ الْجُهَّالَ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً أو وَاجِبَةً؛ وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي إلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ، هَكَذَا فِي «الزَّاهِدِيِّ». (مسائل سجدة الشكر)

چھٹی بات: تعزیت کے لیے اس محفل میں آنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جو شخص اس محفل میں آئے بغیر یوں ہی ملاقات کر کے تعزیت کر لے تو بہت سے لوگوں کے ہاں اس کی تعزیت معتبر نہیں سمجھی جاتی اور نہ ہی قبول کی جاتی ہے، یہ بات بھی غیر شرعی ہے۔

ساتویں بات: جو لوگ میت کی تجہیز و تکفین میں شامل ہو جاتے ہیں، نمازِ جنازہ ادا کر لیتے ہیں، حتی کہ قبرستان جا کر تدفین کے مراحل میں بھی شریک ہو جاتے ہیں اور اسی اثنا میں میت کے لواحقین کو تسلی کے دو چار جملے بھی کہہ دیتے ہیں؛ کیا یہ ساری باتیں تعزیت کے زمرے میں نہیں آتیں؟؟ لیکن اس کے باوجود بھی ان لوگوں کا اس تعزیتی محفل میں آنا ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ اس محفل میں حاضر نہ ہوئے تو ان کی تعزیت بعض لوگوں کے ہاں قبول نہیں کی جاتی!

آٹھویں بات: اس تعزیتی مجلس میں ہر آنے والا سب کو ساتھ ملا کر اجتماعی دعا کرتا جاتا ہے اور اس کو ضروری بھی سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ خلافِ شرع ہے۔ تعزیتی مجلس میں دعا کرنے کی بدعات ورسومات سے متعلق پچھلے سلسلے ''تعزیت سنت کے مطابق کیجیے (پانچویں قسط)'' میں تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

نویں بات: بہت سے حضرات اس تعزیتی محفل میں ہنسی اور گپ شپ کے ساتھ ساتھ دنیا جہاں کی باتیں

کرتے نظر آتے ہیں حتی کہ گھنٹوں بیٹھ کر وہاں اپنا قیمتی وقت بھی ضائع کیا جاتا ہے، نمازوں کی پروا نہیں کی جاتی، بعض لوگ تو غیبت جیسے گناہوں سے بھی نہیں بچتے، ظاہر ہے کہ یہ باتیں تعزیت کی کسی طرح مناسب نہیں، بلکہ ان سے اجتناب ضروری ہے، یہ ایک بڑی خرابی ہے آجکل اس تعزیتی محفل کی۔

دسویں بات: بعض لوگ طویل وقت تک بیٹھ کر میت کے لواحقین کے لیے بوجھ کا سبب بنتے ہیں۔

گیارہویں بات: اس طرح گھنٹوں محفل جما کر میت کے ہاں بیٹھ جانے کی ایک خرابی یہ بھی سامنے آتی ہے کہ کھانے پینے کے اوقات میں میت کے لواحقین کو تعزیت کے لیے آنے والے ''مہمانوں'' کے کھانے پینے کی فکر لگ جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ ''مہمانوں'' کے لیے کھانے پینے کے انتظامات میں لگ جاتے ہیں، حالاں کہ میت والوں کی طرف سے تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرنا شریعت کے خلاف ہے۔اس کی تفصیل آگے ذکر کی جائے گی ان شاءاللہ۔

بارہویں بات: اس تعزیتی محفل میں موجود افراد کے لیے چائے یا شربت کا بھی انتظام کیا جاتا ہے، حیرت ہے کہ یہ لوگ تعزیت کے لیے آئے ہوتے ہیں یا کسی خوشی میں؟؟ کیا یہ باتیں تعزیت کے مناسب ہیں؟

تیرہویں بات: بعض لوگ اس اجتماعی مجلس کے انتظامات میراث کے مال سے کرتے ہیں، حالاں کہ اس میں اگر نابالغ ورثہ بھی ہوں یا کوئی وارث اس پر راضی نہ ہو تو میراث کی تقسیم سے پہلے میراث کے مال سے یہ انتظامات جائز نہیں۔

چودہویں بات: اس تعزیتی محفل میں اجتماعی قرآن خوانی سمیت ایصالِ ثواب کی متعدد غیر شرعی صورتیں بھی اپنائی جاتی ہیں۔

پندرہویں بات: اس تعزیتی مجلس کی ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اسے باقاعدہ ایک تقریب سمجھ لیا گیا ہے کہ اس کے لیے اجتماعی طور پر افتتاحی اور اختتامی دعا کی جاتی ہے، ظاہر ہے کہ یہ دونوں غیر شرعی اعمال ہیں۔

سولہویں بات: میت کے لواحقین اپنی اور تعزیت کرنے والوں کی سہولت کی خاطر اگر گھر یا کسی اور مناسب جگہ بیٹھ جائیں اور تعزیت کرنے والے آکر شریعت کے مطابق ان کی تعزیت کرتے جائیں تو بعض اہلِ

علم کے نزدیک اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس میں وہ تمام غیر شرعی امور، بدعات اور رسومات نہ ہوں جن کی تفصیل زیرِ نظر تحریر سمیت پچھلی متعدد قسطوں میں بیان ہو چکی۔

سترہویں بات: متعدد فقہائے کرام نے تعزیت کے لیے مسجد میں بیٹھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

تعزیت کی مجلس لگا کر راستوں کو بند کرنے کی ممانعت:

آجکل بہت سے لوگ سڑک یا راستوں کو بند کر کے تعزیت کے لیے بیٹھ جاتے ہیں جو کہ واضح طور پر ناجائز ہے، یہ لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث بھی ہے، آجکل اس کی ذرا بھی پروا نہیں کی جاتی۔

(ردالمحتار، فتاویٰ رحیمیہ)

تنبیہ: ماقبل میں اس تعزیتی محفل کی جو خرابیاں بیان ہو چکیں تو ضروری نہیں کہ یہ ساری خرابیاں ہر قوم، قبیلے اور علاقے میں ہوں، بلکہ یہ ہر قوم، قبیلے اور علاقے کے اعتبار سے کسی میں کم تو کسی میں زیادہ پائی جاتی ہیں، اور ممکن ہے کہ بعض مقامات میں ان میں سے کوئی بھی خرابی نہ ہو۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ تعزیت محفل، اجتماع اور مجمع لگانے کا نام نہیں، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ تعزیت کے لیے جا کر متعلقہ افراد سے تعزیت کر کے اگر ہو سکے تو لواحقین کے ساتھ کسی معاملے میں تعاون کیا جائے، ورنہ تو وہاں سے لوٹ آئے اور اپنے کاموں میں مشغول ہو جائے۔ جیسا کہ پچھلی قسطوں میں تفصیل بیان ہو چکی۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ

ماقبل میں ذکر کیے گئے مسائل کو مزید سمجھنے اور ان کی تائید کے لیے ذیل میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ ذکر کیے جاتے ہیں جن سے مذکورہ بالا امور سمیت متعدد غلطیاں واضح ہو سکیں گی ان شاءاللہ۔

فتویٰ 1۔ ”تعزیت کی حقیقت بس اتنی ہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی ہے، اس کے علاوہ آج کل جو طریقہ رائج ہو گیا ہے کہ لواحقین مسلسل تین یوم تک دریاں بچھا کر بیٹھے رہتے ہیں، لوگ آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اہل

میت کی تسلی و تسکین کے بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں، ہر آنے والے کے ساتھ زبان سے دعا کیے بغیر چپ چاپ ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیر لیے جاتے ہیں، یا ہر آنے والا آتے ہی حاضرین سے کہتا ہے: ہاتھ اٹھائیں یا یہ کہتا ہے کہ دعا مانگیں، پھر سب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی آدمی تینوں دن آتا رہتا ہے اور تیسرے دن اجتماعی دعا کر کے باقاعدہ تعزیت کے ختم کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے؛ یہ سب امور خلافِ شرع ہیں، شریعت سے ثابت نہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کسی قریبی رشتہ دار کے آنے سے میت کے اہلِ خانہ کو تسلی ہوتی ہو اور وہ ایک سے زیادہ مرتبہ آکر ان کے لیے تسلی کا سامان کردے تو شرعًا اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب"

(فتویٰ نمبر: 15/1991، مؤرخہ: 23 شوال المکرم 1439ھ)

فتویٰ 2۔ "اہل میت کی تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ان کو تسلی کے اس طرح کے الفاظ کہے جائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، تسلی کا بہتر سامان کرے، میت کی مغفرت فرمائے۔ میت کے پسماندگان سے تعزیت کرنا مستحب اور باعثِ اجر و ثواب ہے، لیکن اس کے لیے باقاعدہ مجلس قائم کرنا اور لوگوں کا جمع ہونا، اور اجتماعی طور پر بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اور ان امور کو لازم و ضروری سمجھنا سلف سے منقول نہیں بلکہ بدعت ہے، جس سے بچنا واجب ہے۔" (مأخذہ التبویب: 98/1446)

(فتویٰ نمبر: 42/1453، مؤرخہ: 1433/7/21ھ)

احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات

- صحيح البخاري:

٢٦٩٧- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ».

- سنن ابن ماجہ:

١٦١٢- عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنَّا نَرَى الِاجْتِمَاعَ إِلَى

أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ.

- **حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ:**

قَوْلُهُ: (كُنَّا نَرَى) هَذَا بِمَنْزِلَةِ رِوَايَةِ إِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَوْ تَقْرِيرِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَلَى الثَّانِي فَحِكْمَةُ الرَّفْعِ عَلَى التَّقْدِيرَيْنِ فَهُوَ حُجَّةٌ. (وَصَنْعَةَ) أَيِ الْأَهْلِ، وَإِفْرَادُ الضَّمِيرِ لِإِفْرَادِ لَفْظِ الْأَهْلِ، وَبِالْجُمْلَةِ فَهَذَا عَكْسُ الْوَارِدِ؛ إِذِ الْوَارِدُ أَنْ يَصْنَعَ النَّاسُ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ فَاجْتِمَاعُ النَّاسِ فِي بَيْتِهِمْ حَتَّى يَتَكَلَّفُوا لِأَجْلِهِمُ الطَّعَامَ قَلْبٌ لِذَلِكَ، وَقَدْ ذَكَرَ كَثِيرٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الضِّيَافَةَ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ قَلْبٌ لِلْمَعْقُولِ؛ لِأَنَّ الضِّيَافَةَ حَقًّا أَنْ تَكُونَ لِلسُّرُورِ لَا لِلْحُزْنِ. وَفِي «الزَّوَائِدِ»: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، رِجَالُ الطَّرِيقِ الْأَوَّلِ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَالثَّانِي عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَاللهُ أَعْلَمُ.

- الأذكار النووية:

[فصل]: قال الشافعي وأصحابنا رحمهم الله: يُكره الجلوس للتعزية. قالوا: ويعني بالجلوس أن يجتمعَ أهلُ الميت في بيت ليقصدَهم مَن أراد التعزية، بل ينبغي أن يَتصرَّفوا في حوائجهم ولا فرقَ بين الرجال والنساء في كراهة الجلوس لها، صرَّحَ به المحاملي، ونقله عن نصّ الشافعي رضي الله عنه، وهذه كراهةُ تنزيه إذا لم يكن معها مُحدَثٌ آخر، فإن ضُمَّ إليها أمرٌ آخر من البدع المحرمة كما هو الغالب منها في العادة كان ذلك حرامًا من قبائح المحرمات فإنه مُحدَث، وثبت في الحديث الصحيح: «إنَّ كلَّ مُحدَثٍ بِدْعة، وكلّ بدعةٍ ضَلالة». (بابُ التَّعْزِيَة)

- **الدر المختار:**

وَلَا بَأْسَ ..... وَبِالْجُلُوسِ لَهَا فِي غَيْرِ مَسْجِدٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.... إلخ

- **رد المحتار:**

(قَوْلُهُ: وَبِالْجُلُوسِ لَهَا) أَيْ لِلتَّعْزِيَةِ، وَاسْتِعْمَالُ «لَا بَأْسَ» هُنَا عَلَى حَقِيقَتِهِ؛ لِأَنَّهُ خِلَافُ الْأَوْلَى كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي «شَرْحِ الْمُنْيَةِ». وَفِي «الْأَحْكَامِ» عَنْ «خِزَانَةِ الْفَتَاوَى»: الْجُلُوسُ فِي الْمُصِيبَةِ

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلرِّجَالِ جَاءَتِ الرُّخْصَةُ فِيهِ، وَلَا تَجْلِسُ النِّسَاءُ قَطْعًا اهـ (قَوْلُهُ: فِي غَيْرِ مَسْجِدٍ) أَمَّا فِيهِ فَيُكْرَهُ كَمَا فِي «الْبَحْرِ» عَن «الْمُجْتَبَى»، وَجَزَمَ بِهِ فِي «شَرْحِ الْمُنْيَةِ» وَ«الْفَتْحِ»، لَكِنْ فِي «الظَّهِيرِيَّةِ»: لَا بَأْسَ بِهِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ فِي الْبَيْتِ أَوِ الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ يَأْتُونَهُمْ وَيُعَزُّونَهُمْ. اهـ. قُلْت: وَمَا فِي «الْبَحْرِ» مِنْ «أَنَّهُ ﷺ جَلَسَ لَمَّا قُتِلَ جَعْفَرٌ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَالنَّاسُ يَأْتُونَ وَيُعَزُّونَهُ» اهـ يُجَابُ عَنْهُ بِأَنَّ جُلُوسَهُ ﷺ لَمْ يَكُنْ مَقْصُودًا لِلتَّعْزِيَةِ. وَفِي «الْإِمْدَادِ»: وَقَالَ كَثِيرٌ مِنْ مُتَأَخِّرِي أَئِمَّتِنَا: يُكْرَهُ الِاجْتِمَاعُ عِنْدَ صَاحِبِ الْبَيْتِ، وَيُكْرَهُ لَهُ الْجُلُوسُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى يَأْتِيَ إِلَيْهِ مَنْ يُعَزِّي، بَلْ إِذَا فَرَغَ وَرَجَعَ النَّاسُ مِنَ الدَّفْنِ فَلْيَتَفَرَّقُوا وَيَشْتَغِلُ النَّاسُ بِأُمُورِهِمْ وَصَاحِبُ الْبَيْتِ بِأَمْرِهِ اهـ قُلْت: وَهَلْ تَنْتَفِي الْكَرَاهَةُ بِالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا فَرَغُوا قَامَ وَلِيُّ الْمَيِّتِ وَعَزَّاهُ النَّاسُ كَمَا يُفْعَلُ فِي زَمَانِنَا؟ الظَّاهِرُ لَا؛ لِكَوْنِ الْجُلُوسِ مَقْصُودًا لِلتَّعْزِيَةِ لَا لِلْقِرَاءَةِ، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ هَذَا الِاجْتِمَاعُ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَقْبَرَةِ فَوْقَ الْقُبُورِ الْمَدْثُورَةِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

(باب صلاة الجنازة: مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

10 جُمادَی الاُولیٰ 1441ھ/6 جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 113:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے!

ساتویں قسط:

- تعزیت میں میت کے لیے ایصالِ ثواب کا تفصیلی حکم۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

فہرست

- تعزیت میں میت کے لیے ایصالِ ثواب کا تفصیلی حکم۔
- ایصالِ ثواب کا حکم۔
- ایصالِ ثواب سے متعلق ایک اہم شرعی اصول۔
- ایصالِ ثواب کی وسعت اور آسانی۔
- ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ جاریہ پر مشتمل عمل کا انتخاب۔
- ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملتا ہے!
- ایصالِ ثواب کی قبولیت کے لیے دو اہم اصول۔
- ایصالِ ثواب سے متعلق مروّجہ غلطیاں۔
- ایصالِ ثواب کی بدعات ورسومات۔
- کسی چیز کو ضروری سمجھنے کا معیار۔
- رسم بن جانے والی ایصالِ ثواب کی مروّجہ صورتوں سے اجتناب کیجیے!
- ایصالِ ثواب کے نام پر بدعات کا ارتکاب کیوں؟
- ایصالِ ثواب کے نام پر مروّجہ بدعات کے نقصانات۔
- ایصالِ ثواب کے لیے چند چیزوں کی تخصیص کیوں؟؟
- مروّجہ بدعات کا بوجھ اور افسوس ناک صورتحال۔
- ”لوگ کیا کہیں گے“ کا خوف۔
- ایصالِ ثواب کی نیت سے اجتماعی قرآن خوانی کا حکم۔
- اجتماعی قرآن خوانی سے متعلق ایک مفید تفصیل:
  - اجتماعی قرآن خوانی کا رواج۔
  - قرآن خوانی کا چلہ اور دعوت۔
  - رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں۔
  - مروّجہ قرآن خوانی کی خرابیاں۔
  - صحیح قرآن خوانی کی تین شرطیں۔

تعزیت میں میت کے لیے ایصالِ ثواب کا تفصیلی حکم:

تعزیت کرتے وقت میت کے لیے ایصالِ ثواب کرنا جائز بلکہ بہتر اور مفید ہے، اس لیے کسی بدعت اور ناجائز عمل کا ارتکاب کیے بغیر کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، جیسے:

- میت کے لواحقین کے ہاں جائے بغیر ایصالِ ثواب کرلیا جائے تب بھی درست ہے۔
- میت کے ہاں جاکر ایصالِ ثواب کرلیا جائے تب بھی درست ہے۔
- تدفین سے پہلے بھی ایصالِ ثواب درست ہے اور تدفین کے بعد بھی۔
- قبرستان میں بھی ایصالِ ثواب درست ہے اور قبرستان کے باہر بھی۔
- تعزیت کرتے وقت بھی ایصالِ ثواب درست ہے اور کسی اور وقت میں بھی درست ہے۔

البتہ چوں کہ آجکل اس میں بھی متعدد بدعات اور خرابیاں شامل ہوچکی ہیں، اس لیے ذیل میں اس حوالے سے بھی چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ ایصالِ ثواب کی شرعی حدود معلوم ہوجائیں۔

ایصالِ ثواب کا حکم:

کسی زندہ یا فوت شدہ مسلمان بھائی کے لیے ایصالِ ثواب کرنا شریعت کی نگاہ میں ایک بہترین عمل ہے، اس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے، یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہے، اس لیے اس کا انکار کرنا ہرگز درست نہیں۔

ایصالِ ثواب سے متعلق ایک اہم شرعی اصول:

ایصالِ ثواب کے لیے نہ تو کوئی عمل خاص ہے، نہ کوئی چیز خاص ہے، نہ کوئی دن خاص ہے اور نہ ہی کوئی مہینہ خاص ہے، بلکہ سال بھر میں کسی بھی دن کسی بھی نیک عمل کا ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ البتہ فرائض وواجبات کے ایصالِ ثواب کے بارے میں دو آرا ہیں، بعض اہلِ علم منع فرماتے ہیں جبکہ بعض درست قرار دیتے ہیں، اس لیے فرائض وواجبات کا ثواب دوسروں کو بخشنے کی گنجائش موجود ہے، البتہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ یہ اختلاف ذکر کرکے فرماتے ہیں کہ: ”میرے نزدیک احتیاط اسی میں ہے کہ فرض

کا ثواب کسی کو نہ بخشے۔" (امداد الفتاویٰ)

ایصالِ ثواب کی وسعت اور آسانی:

ایصالِ ثواب ہر قسم کی مالی اور بدنی عبادت کا کیا جاسکتا ہے، اس میں بڑی وسعت اور سہولت ہے، جیسے: ذِکر کرلیا، تسبیحات پڑھ لیے، درود شریف پڑھ لیا، استغفار کرلیا، تلاوت کرلی، اس میں بھی مکمل قرآن کریم ختم کرنا ضروری نہیں بلکہ جتنا سہولت سے ہوسکے تلاوت کرکے ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے، نفل نماز پڑھ لی، حج کرلیا، عمرہ کرلیا، صدقہ دے دیا، درخت لگا لیا، مدرسہ، مسجد، ہسپتال یا کنواں تعمیر کرلیا، مسجد میں بوقتِ ضرورت قرآن کریم رکھ دیے، طالب علم کو دینی کتب دے دی، کسی مقروض کا قرض ادا کردیا، ضرورت مند کی مدد کردی، مدارس میں تعاون کردیا، دینی کتاب تصنیف کردی، الغرض ہر نیکی کا ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کو شریعت نے بہت ہی آسان رکھا ہے کہ نہ تو اس میں مال ضروری ہے، نہ قرضہ لینا، نہ بوجھ سہنا، نہ مشقت جھیلنا اور نہ پریشان ہونا، بلکہ نہایت ہی سہولت سے ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔ باقی یہ ساری تنگیاں تو ہم نے اپنی طرف سے بنا رکھی ہیں۔

ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ جاریہ پر مشتمل عمل کا انتخاب:

ماقبل کی تفصیل کے مطابق تو ایصالِ ثواب ہر نیک عمل کا کیا جاسکتا ہے، البتہ اس کے لیے عام حالات میں بہتر یہ ہے کہ کسی ایسے نیک عمل کا انتخاب کیا جائے جس کا ثواب جاری رہتا ہو جیسے مسجد، مدرسے اور ہسپتال کی تعمیر میں حصہ لے لیا، کنواں تعمیر کرلیا، کسی طالب علم کے لیے دینی کتب خرید لیں، کنواں کھدوا دیا اور دینی کتاب تصنیف کرلی وغیرہ۔

ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملتا ہے!

اگر کسی نیکی کا ایصالِ ثواب ایک سے زائد یا تمام زندہ اور فوت شدہ مسلمانوں کو کیا جائے تو ایسی صورت

میں اس نیکی کا ثواب ہر مسلمان کو پورا پورا پہنچتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں آتی۔

ایصالِ ثواب کی قبولیت کے لیے دو اہم اصول:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کی قبولیت کے لیے دو بنیادی اصول درج ذیل ہیں:

1۔ ایصالِ ثواب اخلاص کے ساتھ ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے، اس میں ریاکاری اور نام و نمود کا جذبہ نہ ہو۔

2۔ ایصالِ ثواب شریعت کی تعلیمات کے مطابق کیا جائے، اس کے لیے خود ساختہ طریقے ایجاد نہ کیے جائیں۔

ان دو باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی گئی تو وہ ایصالِ ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت نہیں پا سکتا، جس کے نتیجے میں نہ تو اس عمل کرنے والے کو ثواب مل سکتا ہے اور نہ ہی یہ کسی دوسرے کو بھیجا جا سکتا ہے، بلکہ ایسا کرنے والا گناہ گار ٹھہرتا ہے۔

ایصالِ ثواب سے متعلق مروّجہ غلطیاں:

آجکل ایصالِ ثواب کے نام پر لوگوں نے طرح طرح کی بدعات و رسومات ایجاد کرلی ہیں، بہت سے لوگ محض نام و نمود کے لیے ایصالِ ثواب کرتے ہیں تاکہ لوگوں میں شہرت اور نیک نامی ہو سکے یا "لوگ کیا کہیں گے" کے اذیت ناک انجام سے بچا جا سکے، جبکہ بہت سے لوگ شریعت کی تعلیمات سے ہٹ کر اپنے خود ساختہ طریقے سے ایصالِ ثواب کرتے ہیں، اور اس ساری صورتحال کے نتیجے میں "نیکی برباد، گناہ لازم" کا معاملہ پیش آتا ہے، کیوں کہ ایصالِ ثواب تو کسی نیکی ہی کا ہو سکتا ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ نیکی شریعت میں معتبر ہو، اور شریعت کی نگاہ میں وہی نیکی معتبر ہوتی ہے جو اخلاص کے ساتھ شریعت کی تعلیمات کے مطابق کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی بدعت کا ارتکاب کرکے تو ایصالِ ثواب نہیں کیا جا سکتا!! کیوں کہ بدعت تو گناہ ہے اور گناہ کا ایصالِ ثواب کیسے ہو سکتا ہے!!

اس لیے ایصالِ ثواب بھی وہی معتبر ہے جو اخلاص کے ساتھ شریعت کے مطابق کیا جائے۔

ایصالِ ثواب کی بدعات ورسومات:

آجکل ایصالِ ثواب کے نام پر متعدد غیر شرعی باتیں رائج ہیں جن سے اجتناب کرنا ضروری ہے، جیسے:

1۔ ایصالِ ثواب کے لیے دن یا مہینہ خاص کرکے اسے لازم سمجھنا یا اس کا خصوصی اہتمام کرنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے،اس سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کے نام پر رائج تیجہ، سوئم، ہفتم، جمعہ، چالیسواں، چہلم، برسی؛ سب کے سب بدعت اور گناہ ہیں۔اسی طرح ایصالِ ثواب کے لیے محرم، رجب یا کسی اور مہینے کو خاص کرنا بھی بدعت اور ناجائز ہے۔

2۔ ایصالِ ثواب کے لیے کوئی چیز یا عمل خاص کرکے اسے لازم سمجھنا یا رسم بنا کر اس کا خصوصی اہتمام کرنا بھی بدعت کے زمرے میں آتا ہے، اس لیے ایصالِ ثواب میں بکرا ذبح کرنے، چولے پکانے، خیرات کرنے، دیگیں چڑھانے اور ان جیسے دیگر امور کو لازم سمجھنا اور ان کو رسم بنا کر خصوصی اہمیت دینا بھی بدعت اور ناجائز ہے۔

3۔ ایصالِ ثواب کے لیے مدرسے کے بچوں کو یا دیگر لوگوں کو جمع کرکے اجتماعی قرآن خوانی کرنا بھی بدعت ہے جس کی تفصیل آگے مستقل طور پر ذکر کی جائے گی ان شاءاللہ۔

4۔ آجکل ایصالِ ثواب اس لیے بھی کیا جاتا ہے تاکہ نام ونمود ہو اور لوگوں کی ملامت سے بچا جا سکے، ورنہ تو لوگ کہیں گے کہ والد صاحب فوت ہوگئے اور ایک دیگ چاول بھی خیرات نہ کیا، یہ کیسی اولاد ہے!! ظاہر ہے کہ اس نیت سے ایصالِ ثواب کرنا ہی ناجائز ہے۔

کسی چیز کو ضروری سمجھنے کا معیار:

جب کسی عمل سے متعلق لوگوں سے یہ کہا جائے کہ آپ لوگ اسے لازم سمجھتے ہیں اس لیے یہ ناجائز اور بدعت ہے، تو لوگ محض منہ زبانی یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اسے ضروری نہیں سمجھتے! تو اس حوالے سے عرض

یہ ہے کہ کسی چیز کو ضروری سمجھے جانے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ :

- لوگ اس چیز کو چھوڑنے پر ملامت کرتے ہوں۔
- لوگ اس چیز کو ترک کرنے کو تیار نہ ہوں۔

یہ علامت ہے اس بات کی کہ لوگ اس چیز اور کام کو ضروری سمجھتے ہیں، بھلے وہ منہ زبانی یہ دعویٰ کریں کہ ہم تو اسے ضروری نہیں سمجھتے۔

رسم بن جانے والی ایصالِ ثواب کی مروّجہ صورتوں سے اجتناب کیجیے !

ایصالِ ثواب کی وہ شکلیں جو کہ اپنی ذات میں جائز ہیں لیکن موجودہ صورتحال میں وہ رسم بن چکی ہیں اور انھیں نام و نمود کے جذبے کے تحت کیا جاتا ہے اُن سے اجتناب کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کیوں کہ ان میں ایک قباحت تو وہی ہے کہ یہ رسم بن چکی ہیں، دوسری یہ کہ ان میں خلوص کا مطلوبہ جذبہ نہیں پایا جاتا، تیسری یہ کہ ان میں سے متعدد چیزیں ثابت بھی نہیں، چوتھی یہ کہ انھیں ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر ایصالِ ثواب کے لیے دیگیں لا کر خیرات کرنے کی رسم ہے کہ یہ اپنی ذات میں جائز ہے لیکن اس میں متعدد غیر شرعی باتیں اور قباحتیں داخل ہو چکی ہیں، اس لیے جب تک یہ قباحتیں ختم نہ ہوں تب تک انھیں ترک کرنے ہی میں احتیاط ہے، البتہ اگر کہیں یہ قباحتیں موجود نہ ہوں تو ایصالِ ثواب کی ان جائز صورتوں کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حاصل یہ کہ ایصالِ ثواب کی ان مروجہ رسم بن جانے والی شکلوں کی جگہ وہ نیک اعمال ایصالِ ثواب کیجیے جن میں خلوص زیادہ پایا جاسکتا ہو اور جو شریعت کی نگاہوں میں درست ہوں۔

ایصالِ ثواب کے نام پر بدعات کا ارتکاب کیوں ؟

جب ایصالِ ثواب سے مقصود دوسروں کو ثواب پہنچانا ہے تو پھر اس کے لیے خود ساختہ اور غیر شرعی طریقے کیوں اختیار کیے جاتے ہیں ؟؟ بدعات اور رسومات کا ارتکاب کیوں کیا جاتا ہے ؟؟ حالاں کہ یہ تو واضح سی بات ہے کہ ایصالِ ثواب میں ثواب تبھی پہنچ سکتا ہے جب وہ اخلاص کے ساتھ شریعت کی تعلیمات کے مطابق

ہو۔ کیا اللہ کو ناراض کر کے ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے؟؟ جب ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر ایصالِ ثواب کے لیے شریعت کی تعلیمات کو مد نظر کیوں نہیں رکھا جاتا؟؟ گویا کہ مقصود ایصالِ ثواب نہ ہوا بلکہ نام و نمود ہوا، ورنہ تو جس کا مقصود ایصالِ ثواب ہو وہ تو بدعات و رسومات کا کبھی ارتکاب نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نام نمود کے جذبے سے یا غیر شرعی طریقے سے ایصالِ ثواب کرنے والا اپنے فوت شدہ مرحومین کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا!

ایصالِ ثواب کے نام پر مروّجہ بدعات کے نقصانات:

آجکل ایصالِ ثواب کے نام پر جو بدعات و رسومات جاری ہیں ان کے نقصانات بہت زیادہ ہیں جیسے:

- شریعت کی خلاف ورزی۔
- بدعات و رسومات کا ارتکاب۔
- بدعات و رسومات کو قوت پہنچانا۔
- مال کا ضیاع۔
- گناہ کا ارتکاب۔
- اللہ تعالیٰ کی ناراضگی۔
- ایصالِ ثواب کا بے فائدہ ہونا کہ اس میں دوسروں کو ثواب پہنچتا ہی نہیں۔ وغیرہ

ایصالِ ثواب کے لیے چند چیزوں کی تخصیص کیوں؟؟

جب شریعت نے ایصالِ ثواب میں اس قدر وسعت دی ہے کہ نہ کوئی عمل خاص کیا ہے، نہ کوئی چیز، نہ کوئی دن، نہ کوئی مہینہ، تو اس کے باوجود بھی ہم اس کو چند چیزوں اور چند دنوں کے ساتھ خاص کیوں کرتے ہیں؟؟ یہ تنگی ہماری طرف سے ہے!

مروّجہ بدعات کا بوجھ اور افسوس ناک صورتحال:

ایصالِ ثواب کی مروجہ بدعات ورسومات میں متعدد خرابیوں کے ساتھ ساتھ اس کی ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ ان کے لیے باقاعدہ قرض بھی لیا جاتا ہے، اپنے اوپر بوجھ بھی برداشت کیا جاتا ہے، واضح رہے کہ یہ شریعت کا ہرگز تقاضا نہیں بلکہ اس کے پیچھے بھی عموماً نام ونمود کا جذبہ اور لوگوں کی ملامت سے بچنے کا خوف کارفرما ہوتا ہے۔اور تعجب یہ ہے کہ شریعت نے جن جن امور کا حکم دیا ہے ان کے لیے تو کبھی قرض نہیں لیا جاتا بلکہ قرض لینا تو بڑی بات، اپنے پاس وسعت ہونے کے باوجود بھی ان احکامات پر عمل نہیں کیا جاتا، کتنے لوگ ہیں جو زکوۃ کے حکم پر عمل کرتے ہیں، حج ادا کرتے ہیں، قربانی کرتے ہیں!! بلکہ ایسے احکامات کے لیے ہمارے پاس خود ساختہ بہانے بہت ہوا کرتے ہیں، کاش کہ ایسے بہانے ہمارے پاس ان رسومات اور غیر شرعی اعمال کے لیے بھی ہوا کریں تو کیا ہی اچھا ہے!!

”لوگ کیا کہیں گے“ کا خوف:

ایصالِ ثواب کی مروجہ بدعات سے متعلق بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو لوگ کیا کہیں گے، لوگ ہمیں طعنے دیں گے، ملامت کریں گے، تواس حوالے سے مفصل تحریر لکھنے کا ارادہ ہے ان شاءاللہ، البتہ اس حوالے سے چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ اس خوف کے خاتمے کے لیے مفید ثابت ہوں:

1۔ پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے اُن پیارے بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور جو اللہ سے محبت کرتے ہیں، ان میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ دیکھیے سورۃ المائدہ آیت نمبر 54:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. (54)

یہ آیت بہت بڑا سبق ہے ہر مسلمان کے لیے کہ اللہ کے معاملے اور اللہ کے دین کے معاملے میں کسی ملامت کی پرواہ ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

2۔ دوسری بات یہ کہ اگر خاندان اور معاشرے کے تمام افراد یہ تہیہ کرلیں کہ یہ غیر شرعی رسومات اور بدعات سے بالکلیہ اجتناب کرنا ہے جیساکہ ان کی ایمانی غیرت اور سنت سے محبت کا تقاضا بھی ہے تو پھر یہ خوف ہی ختم ہو جائے گا۔

3۔ تیسری بات یہ کہ اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ لوگ ہیں کون جو اس قدر طاقتور اور موئثر ہیں جو ہمارے معاملات پر بھی اثرانداز ہو رہے ہیں، ہمیں ان سے خوف بھی ہیں، ہمیں ہر معاملے میں حتی کہ دین سے بھی زیادہ ان کی رعایت کرنی پڑتی ہے ؟؟ تو اگر غور کیا جائے تو وہ ہم ہی لوگ ہیں، کیوں کہ ہوتا یوں ہے کہ اگر کوئی دوسرا یہ غیر شرعی رسومات نہیں کرتا تو ہم ان کے خلاف باتیں کرتے رہتے ہیں، ان کو ملامت کرتے ہیں اور جب ہم ایسے رسومات نہیں کرتے تو وہ لوگ ہمیں ملامت کرتے ہیں، ہمارے خلاف پروپیگنڈے کرتے ہیں۔ گویا کہ حقیقی مجرم ہم ہی ہیں، اور ان رسومات کے خاتمے میں اصل رکاوٹ ہم ہی ہیں۔

ایصالِ ثواب کی نیت سے اجتماعی قرآن خوانی کا حکم:

آجکل ایصالِ ثواب کی نیت سے اجتماعی قرآن خوانی کا بھی عام سا رواج ہے جو کہ ایک بُری رسم کی صورت اختیار کرچکی ہے، واضح رہے کہ یہ متعدد وجوہات کی وجہ سے ناجائز ہے۔ ذیل میں اس سے متعلق جامعہ دارالعلوم کراچی کے دو فتاویٰ ذکر کیے جاتے ہیں:

- **فتویٰ 1:**

"قرآن مجید کی تلاوت ایک اہم عبادت اور بہت زیادہ باعثِ ثواب ہے اور یہ عبادت اجتماعًا بھی جائز ہے اور انفرادًا بھی، شریعت نے اس کی کوئی خاص صورت وہیئت متعین نہیں کی۔ آداب وشرائط کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت ثواب ہی ثواب ہے، البتہ موجودہ دور میں اجتماعی قرآن خوانی کی جو صورت لوگوں نے متعیّن

کرلی ہے وہ کئی منکَرات پر مشتمل ہوگئی ہے:

(الف)۔۔لوگوں نے خوشی اور غم کے موقعوں پر انفرادی تلاوت کو بِالعموم ترک کردیا ہے اور اجتماعی قرآن خوانی کے بغیر تلاوت نہیں کرتے۔

(ب)۔۔جو حضرات جمع ہوتے ہیں،ان میں سے بعض تو قرآن خوانی میں اس نیت سے شریک ہوتے ہیں کہ اگر شریک نہ ہوئے تو دعوت دینے والے ناراض ہونگے،بعض کی نیت میل ملاقات،اور بعض کی نیت صرف کھانے پینے کی اور بعض کی قرآن خوانی پر اُجرت لینے کی ہوتی ہے،ایسی صورت میں پڑھنے والے ہی کو ثواب نہیں ملتا تو ایصالِ ثواب کیسا!...

(ج)۔۔قرآن مجید پڑھوانے والے اکثر اس قرآن خوانی میں شریک نہیں ہوتے،انتظامات میں مصروف رہتے ہیں،انہیں قرآن مجید پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملتا،اور جو پڑھتے ہیں ان میں اخلاص سے اور محض ثواب کی نیت سے پڑھنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

اس لیے اجتماعی قرآن خوانی کا موجودہ رسمی طریقِ کار ٹھیک نہیں،بہتر یہ ہے کہ اپنے طور پر قرآن مجید پڑھنے اور انفرادی طور پر ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا جائے۔"(مأخذہ تبویب:الف218/42)

• فتوی2:

" ایصالِ ثواب اور خیر و برکت کے لیے قرآن مجید کی تلاوت بلاشبہ بہت اہمیت کی حامل ہے،مگر اجتماعی قرآن خوانی مندرجہ ذیل مفاسد کی بنا پر ناجائز ہے:

(۱)۔۔جمع ہو کر قرآن پڑھنا نہ فرض ہے،نہ واجب،زیادہ سے زیادہ ایک نفل کام ہے اور نفل کام کے لیے لوگوں کو زبردستی جمع کرنا،نہ آنے پر اعتراض ہونا، دل میں کدورت پیدا ہونا؛یہ شریعت کی اصطلاح میں "تداعی" کہلاتا ہے جو کہ پسندیدہ نہیں۔

(۲)۔۔اس اجتماعی قرآن خوانی میں شرکت بطورِ دکھاوے کے ہوتی ہے،خالص اللہ کے لیے نہیں ہوتی،

ورنہ اس اجتماع کی کیا ضرورت ! انفراداً ایصالِ ثواب میں اس سے زیادہ ثواب ہے۔

(۳)۔۔اس اجتماعی قرآن خوانی میں چونکہ پورے قرآن مجید کے ختم کرنے کی پابندی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات قرآن کے الفاظ کی تجوید کے مطابق صحیح مخارج سے ادائیگی نہیں ہوتی۔

(۴)۔۔سب مل کر قرآن مجید پڑھتے ہیں لیکن سجدۂ تلاوت کوئی نہیں کرتا۔

(۵)۔۔اس میں اکثر نام ونمود پایا جاتا ہے۔

(٦)۔۔کھانے اور شیرینی کی پابندی بھی اس اجتماعی قرآن خوانی کا ایک لازمی حصہ بن چکی ہے، اگر کوئی انتظام نہ کرے تو اس پر اعتراض ہوتا ہے، لعنت وملامت کی جاتی ہے، حالانکہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ اگر ایصالِ ثواب کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو اس پر اُجرت لینا جائز نہیں۔

البتہ ان مذکورہ بالا مفاسد میں سے کوئی خرابی نہ ہو اور گھر کے لوگ جمع ہو کر قرآنِ کریم پڑھ کر دعا کر لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ جائز ہے۔" (مأخذہ تبویب:۹٦/۱۳۳۹)

اجتماعی قرآن خوانی سے متعلق ایک مفید تفصیل:

مروّجہ قرآن خوانی سے متعلق استاد محترم حضرت اقدس مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب دام ظلہم فرماتے ہیں:

اجتماعی قرآن خوانی کا رواج:

اس سلسلے میں اس وقت میں ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کا آج ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ رواج ہے لیکن سنت میں اس کی یہ شکل وصورت نظر نہیں آتی، وہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو قبرستان ہی میں دفن کے بعد اس کے لیے قرآن خوانی کا اعلان ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات اخبارات میں بھی یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں شخص کی قرآن خوانی فلاں جگہ پر فلاں تاریخ

کو فلاں وقت ہو گی، اور پھر لوگ دور دراز سے سفر کر کے اس اجتماعی قرآن خوانی میں شرکت کا بطور خاص اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بعض جگہ تو اس کا رواج اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ ہر محلے میں مکان در مکان نمبر وار یہ سلسلہ اس طرح چلتا رہتا ہے کہ اس جمعہ کو فلاں مکان میں اجتماعی قرآن خوانی ہو گی، دوسرے جمعہ کو فلاں مکان میں ہو گی اور تیسرے جمعہ کو تیسرے مکان میں ہو گی، یوں ایک مسلسل سلسلہ چل رہا ہے جو ختم ہونے کو نہیں آتا۔

قرآن خوانی کا چلہ اور دعوت:

جب کسی محلے میں ایک شخص کا انتقال ہوتا ہے تو بعض جگہ چالیس دن تک پورے محلے میں مکان در مکان قرآن خوانی کا سلسلہ چلتا رہے گا، اس دوران اگر دوسرے شخص کا انتقال ہو جائے تو دوسرا چلہ شروع ہو جائے گا، چالیسویں دن جا کر اس کا اختتام ہوتا ہے اور چالیسویں دن خاص طور پر محلے والوں کو بلانے اور خصوصی اجتماع اور کھانے پینے کا اہتمام ہوتا ہے جس میں تمام محلے والے ضرور جمع ہوتے ہیں اور اس طرح چالیسویں دن قرآن خوانی اور ایک شاندار دعوت پر اس کے انتقال کی خوشی اختتام پذیر ہوتی ہے۔

رواجی قرآن خوانی ثابت نہیں:

جب ہم اس اجتماعی اور رواجی قرآن خوانی پر غور کر کے اور اس کے اندر جو چیزیں پائی جاتی ہیں اُن کا تصور کر کے حضور ﷺ کی حیاتِ طیّبہ اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں اور ان کی تعلیمات میں تلاش کرتے ہیں تو اس رائج الوقت صورت حال کے ساتھ اس کا کہیں سراغ نظر نہیں آتا، اگر واقعی یہ کوئی پسندیدہ اور مسنون عمل ہوتا تو ظاہر ہے کہ حضور اقدس ﷺ خود اس کا اہتمام فرماتے، حالانکہ آپ کے سامنے آپ کے بہت سے پیارے پیارے صحابہ کرام کا انتقال ہوا، آپ کی بعض ازواج مطہرات کا انتقال ہوا، آپ کی اکثر بیٹیوں کا انتقال ہوا، آپ کے صاحبزادوں کا انتقال ہوا اور آپ کے قریب ترین عزیزوں کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، لیکن ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو باقاعدہ اعلان کر کے کہیں جمع ہونے کے لیے کہا ہو کہ میرے فلاں عزیز کا انتقال ہو گیا ہے، آپ سب لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو جائیں اور وہاں ہم سب اکٹھے ہو کر

قرآن شریف ختم کریں گے اور ان کے لیے ایصالِ ثواب کریں گے، ایسا کوئی عمل نہیں ملتا، اور جب حضور ﷺ کی زندگی میں ایسا عمل نہیں ملتا تو بعد کے زمانے میں بھی ملنا مشکل ہے، اسی لیے حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں بھی ایسا کوئی عمل نہیں ملتا جس کو ہم سند کے طور پر پیش کر سکیں کہ ہمارا یہ عمل حضور ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں ہے یا چونکہ حضور ﷺ نے ایسا کیا تھا لہٰذا ہم بھی ایسا کر رہے ہیں، مگر ایسا کہیں نہیں ملتا، اسی طرح حضرات خلفاء راشدین اور تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں بھی ایسا کوئی عمل نہیں ملتا، اور جب نہیں ملتا تو خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ طریقہ بعد کے لوگوں نے بنایا ہے اور جو طریقہ بعد کے لوگ از خود بنائیں جس کی سند اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے نہ ملتی ہو تو اس میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ چونکہ سنت کا رنگ اس کے اندر نہیں ہے اس لیے اس کے اندر بہت سے کام ایسے نظر آئیں گے جو شریعت کی واضح ہدایات کے خلاف ہوں گے، چنانچہ جب ہم اس مروجہ قرآن خوانی میں غور کرتے ہیں تو اس میں بہت سی ایسی باتیں نظر آتی ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں۔

مروّجہ قرآن خوانی کی خرابیاں:

مثلاً پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طرح جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنا زیادہ سے زیادہ ایک نفل کام ہے، نہ فرض ہے، نہ واجب ہے اور نہ سنت ہے، اور نفل کام کے لیے لوگوں کو زبردستی اکٹھا کرنا، جمع کرنا، بلانا، اور جمع نہ ہونے پر اعتراض ہونا اور دل میں کدورت پیدا ہونا کہ صاحب! ہم نے آپ کو بلایا تھا مگر آپ نے شرکت نہیں کی، یہ عمل شریعت کے اندر ناپسندیدہ ہے، شریعت کی اصطلاح میں اس کو "تداعی" کہا جاتا ہے، یعنی ایک وہ عمل جو شرعاً نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے لیکن اس کے لیے لوگوں کے جمع ہونے کو اتنی اہمیت دیں کہ اگر وہ شرکت نہ کریں تو اس کی وجہ سے ان کی طرف سے دل میں کدورت پیدا ہو، اس پر اعتراض پیدا ہو اور ان کو اس پر طعنہ دیا جائے کہ آپ نے شرکت کیوں نہیں کی؟ اور اگر اس کو کوئی عذر ہو تو وہ عذر بھی ہمارے نزدیک قابل قبول نہ ہو، لہذا یہ عمل شریعت میں ناپسندیدہ ہے، اس لیے کہ جب شریعت نے اس کو فرض و واجب اور

ضروری قرار نہیں دیا تو تم نے اس کو فرض وواجب کا درجہ کیوں دے دیا؟[مزید تفصیل کے بعد فرماتے ہیں:]

صحیح قرآن خوانی کی تین شرطیں:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ یاد آگیا، یہ واقعہ آپ کے ایک شاگرد نے سنایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب کانپور میں مدرّس تھے تو ایک روز ہم لوگ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت والا بہت مغموم بیٹھے ہیں، طبیعت پر غم کے آثار ہیں اور افسردگی ہے، ہم نے پوچھا کہ حضرت! کیا بات ہے؟ آپ اس قدر غمگیں کیوں ہیں؟ حضرت والا نے جواب میں فرمایا کہ گھر سے خط آیا ہے کہ میری بڑی ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا ہے، اس وجہ سے طبیعت **غمگین** ہے۔ شاگردوں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ آج ہم سبق نہیں پڑھیں گے، حضرت نے فرمایا کہ میں سبق پڑھانے کے لیے آیا ہوں، آپ اندازہ لگائیں کہ بڑی بہن کا انتقال ہوگیا لیکن اظہارِ غم کے لیے یہ نہیں کیا کہ محفل جما کر بیٹھ گئے، بلکہ غم بھی ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ کام کرنے کے لیے تشریف بھی لے آئے۔ جب شاگردوں نے سبق نہ پڑھنے پر زیادہ اصرار کیا تو آپ نے بھی ان کو سبق پڑھنے پر مجبور نہیں فرمایا، اس کے بعد ان طلبہ نے عرض کیا کہ آج ہم اس گھنٹے میں کچھ قرآن کریم کی تلاوت کر کے مرحومہ کو ایصالِ ثواب کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں چند شرطوں کے ساتھ اس کی اجازت دیتا ہوں، اگر تم ان شرائط کی پابندی کر سکو تو ٹھیک ہے ورنہ رہنے دو۔

پہلی شرط یہ ہے کہ تم سب اکٹھے ہو کر قرآن شریف مت پڑھنا بلکہ ہر شخص انفرادی طور پر قرآن کریم کی تلاوت کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جو شخص جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ اتنا پڑھ کر ایصال ثواب کر دے، اگر ایک پارہ پڑھنا ممکن ہو تو ایک پارہ پڑھ لے، آدھا پارہ پڑھ سکتا ہو تو آدھا پارہ پڑھ لے، ایک پاؤ پڑھ سکتا ہو تو ایک پاؤ پڑھ لے، ورنہ کم از کم تین مرتبہ سورۃ اخلاص ہی پڑھ لے، قرآن کریم ختم کرنا کوئی ضروری نہیں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ جب تم پڑھ کر ایصال ثواب کرلو تو کوئی طالب علم مجھے آکر یہ نہ بتائے کہ حضرت! میں نے آپ کی ہمشیرہ کے لیے اتنا قرآن شریف پڑھا ہے، مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ اگر تم مجھے بتانے کی نیت سے پڑھو گے تو اس میں خلوص کہاں رہے گا؟ بلکہ اس صورت میں تم اپنے آپ پر جبر کرکے زیادہ پارے پڑھو گے، اس لیے کہ دل میں یہ خیال آئے گا کہ اگر ہم نے ایک پارہ پڑھ کر حضرت والا کو بتایا کہ ایک پارہ پڑھا ہے تو حضرت کہیں گے کہ بس ایک ہی پارہ پڑھا ہے؟ بس ہم سے اتنی ہی محبت تھی؟ اس لیے ہر طالب علم جبر کرکے زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی کوشش کرے گا جس کی وجہ سے اس میں خلوص باقی نہیں رہے گا، اور جب خلوص نہیں ہوگا تو پڑھنے کا ثواب کیا ملے گا؟ لیکن جب یہ پابندی لگادی کہ مجھے کوئی آکر نہ بتائے تو اب جو طالب علم جتنا بھی قرآن شریف پڑھے گا وہ خلوص سے پڑھے گا، اور خلوص کے ساتھ تین مرتبہ سورتِ اخلاص پڑھنا بغیر خلوص کے پورا قرآن شریف پڑھنے سے یقیناً بہتر ہے۔

لہٰذا اگر ہم بھی یہ تین شرطیں اپنالیں تو ہماری یہ قرآن خوانی بھی درست ہوسکتی ہے، ہماری مروّجہ قرآن خوانی میں یہ تینوں قباحتیں موجود ہیں، جس کی وجہ سے اس کے اندر نہ سنت کا نور ہے اور نہ خلوص کی روح ہے۔ بعض مرتبہ ثواب کے بجائے الٹا گناہ کا اندیشہ ہوجاتا ہے، لہٰذا ہمیں بھی یہ شرطیں یاد رکھنی چاہییے اور آئندہ ان پر عمل کرنا چاہیے، نہ پورا قرآن شریف ختم کرنے کو اپنے اوپر لازم کریں اور نہ جمع ہونے کی پابندی کریں، بلکہ ہر آدمی اپنے طور پر اپنی جگہ جتنا ہوسکے قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کردیا کرے۔

(کتاب: مروّجہ قرآن خوانی کی شرعی حیثیت)

فقہی عبارات

- ردالمحتار:

صَرَّحَ عُلَمَاؤُنَا فِي «بَابِ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ» بِأَنَّ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا كَذَا فِي «الْهِدَايَةِ»، بَلْ فِي زَكَاةِ «التَّتَارْخَانِيَّة» عَنِ «الْمُحِيطِ»: الْأَفْضَلُ لِمَنْ يَتَصَدَّقُ نَفْلًا أَنْ يَنْوِيَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ؛ لِأَنَّهَا تَصِلُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ

أَجْرِهِ شَيْءٌ اه هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ..... وَأَمَّا عِنْدَنَا فَالْوَاصِلُ إِلَيْهِ نَفْسُ الثَّوَابِ. وَفِي «الْبَحْرِ»: مَنْ صَامَ أَوْ صَلَّى أَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ مِنِ الْأَمْوَاتِ وَالْأَحْيَاءِ جَازَ، وَيَصِلُ ثَوَابُهَا إِلَيْهِمْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ كَذَا فِي «الْبَدَائِعِ»، ثُمَّ قَالَ: وَبِهَذَا عُلِمَ أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ الْمَجْعُولُ لَهُ مَيِّتًا أَوْ حَيًّا. وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَنْوِيَ بِهِ عِنْدَ الْفِعْلِ لِلْغَيْرِ أَوْ يَفْعَلَهُ لِنَفْسِهِ ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ يَجْعَلُ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ؛ لِإِطْلَاقِ كَلَامِهِمْ، وَأَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْفَرْضِ وَالنَّفَلِ. اه وَفِي «جَامِعِ الْفَتَاوَى»: وَقِيلَ: لَا يَجُوزُ فِي الْفَرَائِضِ اه ..... قُلْت: لَكِنْ سُئِلَ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ عَمَّا لَوْ قَرَأَ لِأَهْلِ الْمَقْبَرَةِ الْفَاتِحَةَ هَلْ يُقْسَمُ الثَّوَابُ بَيْنَهُمْ أَوْ يَصِلُ لِكُلٍّ مِنْهُمْ مِثْلُ ثَوَابِ ذَلِكَ كَامِلًا؟ فَأَجَابَ بِأَنَّهُ أَفْتَى جَمْعٌ بِالثَّانِي، وَهُوَ اللَّائِقُ بِسَعَةِ الْفَضْلِ. (باب صلاة الجنازة: مَطْلَبٌ فِي الْقِرَاءَةِ لِلْمَيِّتِ وَإِهْدَاءُ ثَوَابِهَا لَهُ)

- الهدایہ:

الْأَصْلُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؛ لِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرَ عَنْ أُمَّتِهِ مِمَّنْ أَقَرَّ بِوَحْدَانِيَّةِ اللهِ تَعَالَى وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، جَعَلَ تَضْحِيَةَ إِحْدَى الشَّاتَيْنِ لِأُمَّتِهِ. (باب الحج عن الغير)

- ردالمحتار:

قُلْت: وَقَوْلُ عُلَمَائِنَا لَهُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ يَدْخُلُ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ فَإِنَّهُ أَحَقُّ بِذَلِكَ حَيْثُ أَنْقَذَنَا مِنَ الضَّلَالَةِ، فَفِي ذَلِكَ نَوْعُ شُكْرٍ وَإِسْدَاءُ جَمِيلٍ لَهُ، وَالْكَامِلُ قَابِلٌ لِزِيَادَةِ الْكَمَالِ. وَمَا اسْتَدَلَّ بِهِ بَعْضُ الْمَانِعِينَ مِنْ أَنَّهُ تَحْصِيلُ الْحَاصِلِ؛ لِأَنَّ جَمِيعَ أَعْمَالِ أُمَّتِهِ فِي مِيزَانِهِ. يُجَابُ عَنْهُ بِأَنَّهُ لَا مَانِعَ مِنْ ذَلِكَ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى أَخْبَرَنَا بِأَنَّهُ صَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ، بِأَنْ نَقُولَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ. (مطلب في زيارة القبور)

- البحرالرائق:

وَظَاهِرُ إِطْلَاقِهِمْ يَقْتَضِي أَنَّهُ لَا فَرْقَ بين الْفَرْضِ وَالنَّفَلِ فإذا صلى فَرِيضَةً وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لِغَيْرِهِ

فإنه يَصِحُّ لَكِنْ لَا يَعُودُ الْفَرْضُ في ذِمَّتِهِ؛ لِأَنَّ عَدَمَ الثَّوَابِ لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ السُّقُوطِ عن ذِمَّتِهِ، ولم أره مَنْقُولًا. (باب الحج عن الغير)

- ردالمحتار:

وَفِي «الْبَزَّازِيَّةِ»: وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْأُسْبُوعِ، وَنَقْلُ الطَّعَامِ إلَى الْقَبْرِ فِي الْمَوَاسِمِ، وَاتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَجَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَالْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ أَوْ لِقِرَاءَةِ سُورَةِ الْأَنْعَامِ أَو الْإِخْلَاصِ. وَالْحَاصِلُ أَنَّ اتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِأَجْلِ الْأَكْلِ يُكْرَهُ. وَفِيهَا مِنْ كِتَابِ الِاسْتِحْسَانِ: وَإِنْ اتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا اهـ وَأَطَالَ فِي ذَلِكَ فِي «الْمِعْرَاجِ» وَقَالَ: وَهَذِهِ الْأَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرَزُ عَنْهَا؛ لِأَنَّهُمْ لَا يُرِيدُونَ بِهَا وَجْهَ اللهِ تَعَالَى. (باب صلاة الجنازة: مطلب فِي الثَّوَاب عَلَى المصيبة)

- ردالمحتار:

فَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا شَاعَ فِي زَمَانِنَا مِنْ قِرَاءَةِ الْأَجْزَاءِ بِالْأُجْرَةِ لَا يَجُوزُ؛ لِأَنَّ فِيهِ الْأَمْرَ بِالْقِرَاءَةِ وَإِعْطَاءَ الثَّوَابِ لِلْآمِرِ وَالْقِرَاءَةَ لِأَجْلِ الْمَالِ؛ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْقَارِئِ ثَوَابٌ لِعَدَمِ النِّيَّةِ الصَّحِيحَةِ فَأَيْنَ يَصِلُ الثَّوَابُ إلَى الْمُسْتَأْجِرِ؟ وَلَوْلَا الْأُجْرَةُ مَا قَرَأَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ فِي هَذَا الزَّمَانِ بَلْ جَعَلُوا الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ مَكْسَبًا وَوَسِيلَةً إلَى جَمْعِ الدُّنْيَا -إنَّا لِلهِ وَإِنَّا إلَيْهِ رَاجِعُونَ- اهـ.

(كتاب الإجارة: مَطْلَبٌ فِي الِاسْتِئْجَارِ عَلَى الْمَعَاصِي)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

11 جُمادی الاُولیٰ 1441ھ/7 جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 114:

تعزیت سنّت کے مطابق کیجیے!

آٹھویں قسط:

- تعزیت میں جانے کے لیے سیاہ لباس پہننے کا حکم۔
- تعزیت کے موقع پر سیاہ پٹیاں باندھنے کا حکم۔
- تعزیت کے موقع پر چہرہ سیاہ کرنے کا حکم۔
- تعزیت میں جانے کے لیے عمدہ لباس پہننے کا حکم۔
- تعزیت میں جانے کے لیے نیا عمدہ لباس سلوانے کا حکم۔
- تعزیت کے موقع پر موم بتی جلانے کا حکم۔
- تعزیت شریعت کے مطابق کیجیے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تعزیت میں جانے کے لیے سیاہ لباس پہننے کا حکم:

بعض مرد و خواتین غم کے اظہار میں سیاہ لباس پہن کر تعزیت کے لیے جاتے ہیں، واضح رہے کہ یہ بھی شریعت کے خلاف اور ناجائز ہے۔

تعزیت کے موقع پر سیاہ پٹیاں باندھنے کا حکم:

بعض لوگ تعزیت کے لیے جاتے ہوئے غم کے اظہار کے لیے سیاہ پٹیاں ہاتھوں یا سر پر باندھ لیتے ہیں، اس کا ناجائز ہونا بھی واضح ہے۔

تعزیت کے موقع پر چہرہ سیاہ کرنے کا حکم:

بعض لوگ تعزیت کے موقع پر غم کے اظہار کے لیے چہرہ سیاہ کر لیتے ہیں، اس کا ناجائز ہونا بھی واضح ہے۔

مذکورہ بالا طریقوں کے ناجائز ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

- تعزیت کے یہ طریقے قرآن وسنت سے ثابت نہیں، بلکہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ ہیں۔
- یہ طریقے دینی تعلیمات کے بھی خلاف ہیں کیوں کہ تعزیت سے متعلق شریعت کا طریقہ کار بالکل واضح ہے، اس لیے اسی کی پیروی کرنی چاہیے۔
- یہ طریقے صبر اور رِضا بالقضا (یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہنے) کی تعلیمات کے بھی خلاف ہیں۔
- یہ طریقے غم کے اظہار اور اس کو بڑھاوا دینے کے زمرے میں آتے ہیں حالاں کہ تعزیت اس کا نام نہیں۔
- ان میں غیروں کی مشابہت بھی ہے کیوں کہ یہ غیروں کے طریقے ہیں، اسلام ان کی تعلیم نہیں دیتا۔

تعزیت میں جانے کے لیے عمدہ لباس پہننے کا حکم:

کئی علاقوں میں یہ بھی رواج ہے کہ خصوصًا خواتین تعزیت کے لیے بن سنور کر اور عمدہ لباس پہن کر جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ کونسا موقع ہے بن سنور کر جانے کا؟؟ خوشی اور غمی کا فرق ہی مٹا دیا گیا ہے!

تعزیت میں جانے کے لیے نیا عمدہ لباس سِلوانے کا حکم:

کئی علاقوں میں یہ رواج ہے کہ خصوصًا خواتین تعزیت یا سوئم پر جانے کے لیے نیا لباس سلواتی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ عقلوں پر پردہ پڑ گیا ہے کہ جو خوشی اور غمی میں فرق نہیں کر پاتیں! ہر جگہ خود نمائی اور نام ونمود کی چاہت واضح نظر آتی ہے، کیا یہ باتیں تعزیت کی مناسب ہیں؟؟

تعزیت کے موقع پر عمدہ لباس پہننے کی خرابیاں درج ذیل ہیں:

- یہ طریقہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں، بلکہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ ہے۔
- یہ طریقہ غم کے موقع کے کسی طرح مناسب نہیں، بلکہ یہ تو خوشی کے موقع پر ہونا چاہیے۔
- تعزیت میں ایسی تکلُّفات نامناسب ہیں، یہ دینی تعلیمات کے مزاج کے مطابق نہیں۔
- اس میں عمومًا نام ونمود اور دِکھلاوا ہوتا ہے جو کہ واضح طور پر ناجائز ہے۔
- بعض لوگ اس کے لیے بھی قرض لے لیتے ہیں جو کہ قابلِ اصلاح بات ہے۔
- اس صورتحال میں بعض خواتین نامحرم مردوں کے سامنے بھی آجاتی ہیں جس میں بے پردگی کے ساتھ ساتھ فتنہ بھی ہے۔

تعزیت کے موقع پر موم بتی جلانے کا حکم:

ایک رسم یہ بھی عام ہے کہ کسی کے انتقال کے موقع پر غم کے اظہار کے لیے موم بتیاں جلائی جاتی ہیں، واضح رہے کہ یہ اسلامی طریقہ نہیں بلکہ غیروں کا طریقہ ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ چنانچہ جامعہ دار العلوم کراچی کا فتویٰ ہے کہ:

”واضح رہے کہ کسی مسلمان کی وفات کے بعد اس کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اور پہلے، دوسرے یا تیسرے روز تک ایک مرتبہ تعزیت کرنا مسنون ہے، اور تعزیت کے معنی ہیں: میت کے متعلقین کو تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا عظیم الشان اجر وثواب سنا کر ان کو صبر کی رغبت دِلانا اور میت

کے لیے دعائے مغفرت کرنا خواہ کسی بھی زبان میں ہو، مثلاً یہ الفاظ کہہ دیے جائیں: "اللہ تعالیٰ آپ کے ثواب کو بڑھائے اور خوب صبر و تحمل کی توفیق دے اور اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔" لیکن اس کے لیے موم بتیاں جلانے کا عمل رسول نبی کریم ﷺ، خلفاء راشدین، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ سے ثابت نہیں، یہ طریقہ غیر مسلموں کا ایجاد کردہ ہے، اور غیر مسلموں کا طریقہ اختیار کرنے سے شریعت نے سختی سے منع کیا ہے، لہٰذا اس سے سخت اجتناب کرتے ہوئے مذکورہ بالا طریقے کے مطابق تعزیت کرنی چاہیے۔" (فتویٰ نمبر:44/ 1716)

تعزیت شریعت کے مطابق کیجیے!

تعزیت کا جو طریقہ پچھلی قسطوں میں بیان ہو چکا اُسی کے مطابق تعزیت کرنی چاہیے، اس کے علاوہ تعزیت میں اپنی طرف سے کسی قسم کی کوئی بات ایجاد نہیں کرنی چاہیے، شریعت نے خوشی اور غمی سے متعلق تمام تر تعلیمات بیان کر دی ہیں، اس لیے انھی کی پیروی کرنا مؤمن کے لیے سعادت ہے۔

فقہی عبارات

- سنن ابی داود:

٤٠٣٣- عَنْ أَبِي مُنِيبٍ الْجُرَشِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

- مرقاۃ المفاتیح:

(مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ) أَيْ مَنْ شَبَّهَ نَفْسَهُ بِالْكُفَّارِ مَثَلًا فِي اللِّبَاسِ وَغَيْرِهِ، أَوْ بِالْفُسَّاقِ أَوِ الْفُجَّارِ أَوْ بِأَهْلِ التَّصَوُّفِ وَالصُّلَحَاءِ الْأَبْرَارِ. (فَهُوَ مِنْهُمْ) أَيْ فِي الْإِثْمِ وَالْخَيْرِ. قَالَ الطِّيبِيُّ: هَذَا عَامٌّ فِي الْخَلْقِ وَالْخُلُقِ وَالشِّعَارِ، وَلِمَا كَانَ الشِّعَارُ أَظْهَرُ فِي التَّشَبُّهِ ذُكِرَ فِي هَذَا الْبَابِ. قُلْتُ: بَلِ الشِّعَارُ هُوَ الْمُرَادُ بِالتَّشَبُّهِ لَا غَيْرُ؛ فَإِنَّ الْخُلُقَ الصُّورِيَّ لَا يُتَصَوَّرُ فِيهِ التَّشَبُّهُ، وَالْخُلُقَ الْمَعْنَوِيَّ لَا يُقَالُ فِيهِ التَّشَبُّهُ، بَلْ هُوَ التَّخَلُّقُ. هَذَا وَقَدْ حَكَى حِكَايَةً غَرِيبَةً وَلَطِيفَةً عَجِيبَةً، وَهِيَ أَنَّهُ لَمَّا أَغْرَقَ اللهُ

سُبْحَانَهُ فِرْعَوْنَ وَآلَهُ لَمْ يُغْرِقْ مَسْخَرَتَهُ الَّذِي كَانَ يُحَاكِي سَيِّدَنَا مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي لُبْسِهِ وَكَلَامِهِ وَمَقَالَاتِهِ، فَيَضْحَكُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ مِنْ حَرَكَاتِهِ وَسَكَنَاتِهِ فَتَضَرَّعَ مُوسَى إِلَى رَبِّهِ: يَا رَبِّ، هَذَا كَانَ يُؤْذِي أَكْثَرَ مِنْ بَقِيَّةِ آلِ فِرْعَوْنَ، فَقَالَ الرَّبُّ تَعَالَى: مَا أَغْرَقْنَاهُ فَإِنَّهُ كَانَ لَابِسًا مِثْلَ لِبَاسِكَ، وَالْحَبِيبُ لَا يُعَذِّبُ مَنْ كَانَ عَلَى صُورَةِ الْحَبِيبِ. فَانْظُرْ مَنْ كَانَ مُتَشَبِّهًا بِأَهْلِ الْحَقِّ عَلَى قَصْدِ الْبَاطِلِ حَصَلَ لَهُ نَجَاةٌ صُورِيَّةٌ، وَرُبَّمَا أَدَّتْ إِلَى النَّجَاةِ الْمَعْنَوِيَّةِ، فَكَيْفَ بِمَنْ يَتَشَبَّهُ بِأَنْبِيَائِهِ وَأَوْلِيَائِهِ عَلَى قَصْدِ التَّشَرُّفِ وَالتَّعْظِيمِ، وَغَرَضِ الْمُشَابِهَةِ الصُّورِيَّةِ عَلَى وَجْهِ التَّكْرِيمِ؟ وَقَدْ بَسَطَ أَنْوَاعَ التَّشَبُّهِ بِالْمَعَارِفِ فِي «تَرْجَمَةِ عَوَارِفِ الْمَعَارِفِ». (كتاب اللباس)

- **مرقاۃ المفاتیح:**

١٧٢٧- عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ». وَقَالَ: «النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ) أَيْ: قَمِيصٌ مَطْلِيٌّ. (مِنْ قَطِرَانٍ) بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الطَّاءِ، طِلَاءٌ يُطْلَى بِهِ، وَقِيلَ: دُهْنٌ يُدْهَنُ بِهِ الْجَمَلُ الْأَجْرَبُ، وَمَا ضَبَطْنَاهُ هُوَ الْمَحْفُوظُ فِي الْحَدِيثِ، وَعَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فِي الْآيَةِ أَيْضًا إِلَّا مَا شَذَّ، وَفِي «الْقَامُوسِ»: الْقَطِرَانُ بِالْفَتْحِ وَالْكَسْرِ وَكَظَرِبَانِ: عُصَارَةُ الْأَبْهَلِ، وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ حَجَرٍ بِكَسْرِ الطَّاءِ وَسُكُونِهَا فَقَاصِرٌ مِنْ جِهَةِ الرِّوَايَةِ وَالدِّرَايَةِ. قَالَ الطِّيبِيُّ: الْقَطِرَانُ مَا يَنْحَلِبُ مِنْ شَجَرٍ يُسَمَّى الْأَبْهَلَ فَيُطْبَخُ، وَيُدْهَنُ بِهِ الْإِبِلُ الْجَرْبَاءُ، فَيَحْرِقُ الْجَرَبَ بِحَرَارَتِهِ وَحِدَّتِهِ الْجِلْدَ، وَقَدْ تَبْلُغُ حَرَارَتُهُ الْجَوْفَ. (وَدِرْعٌ) عَطْفٌ عَلَى سِرْبَالٍ. قَالَ الطِّيبِيُّ: دِرْعُ الْحَدِيدِ يُؤَنَّثُ، وَدِرْعُ الْمَرْأَةِ قَمِيصُهَا، السِّرْبَالُ الْقَمِيصُ مُطْلَقًا. (مِنْ جَرَبٍ) أَيْ: مِنْ أَجْلِ جَرَبٍ كَائِنٍ بِهَا. قَالَ الطِّيبِيُّ: أَيْ يُسَلَّطُ عَلَى أَعْضَائِهَا الْجَرَبُ وَالْحِكَّةُ، بِحَيْثُ يُغَطِّي جِلْدَهَا تَغْطِيَةَ الدِّرْعِ، فَتُطْلَى مَوَاقِعُهُ بِالْقَطِرَانِ، لِتُدَاوَى فَيَكُونُ الدَّوَاءُ، أَدْوَى مِنَ الدَّاءِ لِاشْتِمَالِهِ عَلَى لَذْعِ الْقَطِرَانِ، وَإِسْرَاعِ النَّارِ فِي الْجُلُودِ، وَاللَّوْنِ الْوَحْشِ. قَالَ التُّورِبِشْتِيُّ: خُصَّتْ بِدِرْعٍ مِنَ الْجَرَبِ؛ لِأَنَّهَا كَانَتْ

تَجْرَحُ بِكَلِمَاتِهَا الْمُحْرِقَةِ قُلُوبَ ذَوَاتِ الْمُصِيبَاتِ، وَتَحُكُّ بِهَا بَوَاطِنَهُنَّ فَعُوقِبَتْ فِي ذَلِكَ الْمَعْنَى بِمَا يُمَاثِلُهُ فِي الصُّورَةِ، وَخُصَّتْ أَيْضًا بِسَرَابِيلَ مِنْ قَطِرَانٍ؛ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الثِّيَابَ السُّودَ فِي الْمَآتِمِ، فَأَلْبَسَهَا اللهُ تَعَالَى السَّرَابِيلَ لِتَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهَا. (كتاب الجنائز: بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ)

- **الموسوعة الفقهية الكويتية:**

ج- لُبْسُ السَّوَادِ فِي التَّعْزِيَةِ:

١٤- اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّ تَسْوِيدَ الْوَجْهِ حُزْنًا عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ مِنَ الْمُعَزِّينَ لَا يَجُوزُ؛ لِمَا فِيهِ مِنْ إِظْهَارٍ لِلْجَزَعِ وَعَدَمِ الرِّضَا بِقَضَاءِ اللهِ وَعَلَى السُّخْطِ مِنْ فِعْلِهِ، مِمَّا وَرَدَ النَّهْيُ عَنْهُ فِي الأَحَادِيثِ. وَتَسْوِيدُ الثِّيَابِ لِلتَّعْزِيَةِ مَكْرُوهٌ لِلرِّجَال، وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ، أَمَّا صَبْغُ الثِّيَابِ أَسْوَدَ أَوْ أَكْهَبَ؛ تَأَسُّفًا عَلَى الْمَيِّتِ فَلَا يَجُوزُ عَلَى التَّفْصِيل السَّابِقِ.

- **فتاویٰ ہندیہ:**

وَيُكْرَهُ لِلرِّجَالِ تَسْوِيدُ الثِّيَابِ وَتَمْزِيقُهَا لِلتَّعْزِيَةِ، وَلَا بَأْسَ بِالتَّسْوِيدِ لِلنِّسَاءِ، وَأَمَّا تَسْوِيدُ الْخُدُودِ وَالْأَيْدِي وَشَقُّ الْجُيُوبِ وَخَدْشُ الْوُجُوهِ وَنَشْرُ الشُّعُورِ وَنَثْرُ التُّرَابِ على الرُّءُوسِ وَالضَّرْبُ على الْفَخِذِ وَالصَّدْرِ وَإِيقَادُ النَّارِ على الْقُبُورِ فَمِنْ رُسُومِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْبَاطِلِ وَالْغُرُورِ كَذَا فِي «الْمُضْمَرَاتِ». (الجنائز: مَسَائِلُ التَّعْزِيَةُ)

وَلَا يَجُوزُ صَبْغُ الثِّيَابِ أَسْوَدَ أو أَكْهَبَ تَأَسُّفًا على الْمَيِّتِ، قال صَدْرُ الْحُسَامِ: لَا يَجُوزُ تَسْوِيدُ الثِّيَابِ فِي مَنْزِلِ الْمَيِّتِ كَذَا فِي «الْقُنْيَةِ».

(كتاب الكراهية: الْبَابُ التَّاسِعُ فِي اللُّبْسِ ما يُكْرَهُ من ذلك وما لَا يُكْرَهُ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

12 جمادی الاولیٰ 1441ھ/8 جنوری 2020

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 17:

(نویں قسط)

اہلِ میت کے گھر کھانا بھیجنے اور ان کے ہاں کھانا کھانے کا تفصیلی حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

اہلِ میت کے گھر کھانا بھیجنے اور ان کے ہاں کھانا کھانے کا تفصیلی حکم:

میت کے لواحقین چوں کہ میت کی تجہیز و تکفین اور دیگر امور میں مشغول رہتے ہیں اور ان کو اپنے عزیز کے بچھڑ جانے کا غم بھی لاحق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے عموماً ان کو اپنے کھانے پینے اور اس کے انتظام کرنے کی نہ تو فرصت میسر آتی ہے اور نہ ہی اس کی طرف توجہ رہتی ہے، اس لیے شریعت نے اہلِ میت کے دیگر عزیز واقارب اور پڑوسیوں کے ذمّے ایک دن رات کا کھانا اہلِ میت کے ہاں بھیجنا مستحب قرار دیا ہے، البتہ اس حوالے سے چند باتوں کو سمجھنا ضروری ہے:

1۔ اہلِ میت کے ہاں یہ کھانا بھیجنا مستحب ہے، اس کو اسی درجے میں رکھنا چاہیے، اس کو مستحب سے آگے بڑھا کر لازم سمجھنا شریعت کے خلاف ہے۔

2۔ اس کھانا بھیجنے میں ریاکاری نہیں ہونی چاہیے، اور نہ ہی بدلے کی فکر ہونی چاہیے کہ کھانا اس لیے بھیجا جائے کہ کل کو یہ لوگ بھی ہمارے ہاں ایسے موقع پر کھانا بھیجیں گے، بلکہ صرف اور صرف اللہ کے لیے اور دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے کے تحت یہ عمل سرانجام دینا چاہیے۔

3۔ یہ کھانا میت کے لواحقین کے لیے ہوتا ہے، اسی طرح وہ لوگ جو میت کی تجہیز و تکفین اور دیگر اہم امور میں مشغولیت کی وجہ سے کھانے کے لیے گھر نہ جا سکتے ہوں، یا جو میت کی تعزیت کے لیے دور سے آئے ہوں اور اتفاقی طور پر کھانے کا وقت ہو جائے اور وہ کھانے کے لیے گھر نہ جا سکتے ہوں تو ان کے لیے بھی کھانے کی گنجائش ہے، اگرچہ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ میت کے لواحقین پر اپنے کھانے پینے کا کسی طرح بوجھ نہ ڈالا جائے اور نہ ہی بلاوجہ اس قدر وہاں بیٹھا جائے کہ کھانے کا وقت ہو جائے۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات کے لیے اس کھانے میں شرکت کرنا ہرگز درست نہیں بلکہ سنت کے خلاف ہے، اس سے ان حضرات کی غلطی معلوم ہو جاتی ہے کہ جو قریب ہی رہتے ہیں یا جو کھانے کے لیے گھر جا سکتے ہیں لیکن پھر بھی بلا کسی مجبوری کے میت کے ہاں کھانا کھاتے ہیں اور ان پر کھانے کا بوجھ ڈالتے ہیں، اسی رسم کا نتیجہ ہے کہ میت کے لواحقین کو تعزیت

کے لیے آنے والے ''مہمانوں'' کی فکر لگ جاتی ہے، جس کے لیے وہ پریشان ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے لیے قرضے بھی لیے جاتے ہیں، بلکہ اسی غیر شرعی عمل کو سرانجام دینے کے لیے باقاعدہ انجمنیں اور کمیٹیاں بنادی جاتی ہیں جن کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ تعزیت کے لیے آنے والے ''مہمانوں'' کو سہولت سے کھانا کھلایا جاسکے اور میت کے لواحقین پر بوجھ نہ آئے، اگر غور کیا جائے کہ یہ ساری خرابی اسی لیے پیدا ہوئی کہ میت کے لواحقین اور تعزیت کے لیے آنے والے حضرات یہی سمجھتے ہیں کہ تعزیت کے لیے آنے والوں کو کھانا کھلانا چاہیے، حتیٰ کہ میت کے لواحقین تو لوگوں کو باقاعدہ کھانے کی دعوت دیتے ہیں، حالاں کہ میت والوں کی طرف سے تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرنا ہی شریعت کے خلاف ہے۔

افسوس بلکہ تعجب کی بات ہے کہ جن میت کے لواحقین کو غم لاحق ہوتا ہے، جس کے لیے ان کو سہارا دینے کی ضرورت ہے اور ان کے ساتھ تعاون کی ضرورت ہے، انہی پر کھانے پینے کا بوجھ ڈالا جاتا ہے، یہ عقلمندی بلکہ انسانیت کا بھی تو تقاضا نہیں ہو سکتا!!اور پھر ایک عام سی بات یہ بھی ہے کہ یہ کونسا موقع ہے میت کے گھر کھانا کھانے کا؟؟دعوتیں خوشی میں ہوا کرتی ہیں یا غمی میں؟؟ یاد رہے کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ میت کے لواحقین کی جانب سے تعزیت کے لیے آنے والوں کی دعوت کرنا اور ان کے لیے کھانا پکانا سراسر ناجائز اور بدعت ہے، اور اسی طرح اس ناجائز کام کے لیے انجمن اور کمیٹی بنانا بھی ناجائز ہے، کیوں کہ یہ کام ہی غیر شرعی ہے چاہے اس پر میت کے لواحقین راضی ہی کیوں نہ ہوں۔

اس رسم نے ہمارے معاشرے میں بڑی خرابیاں پیدا کر رکھی ہیں، اور صورتِ حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ جس غمی میں میت کے لواحقین کو تسلی دینے کی ضرورت ہے اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کی ضرورت ہے، آج وہی غمی معاشرے کے لیے بوجھ بنتی جا رہی ہے حتیٰ کہ لوگوں کے لیے اپنے کسی عزیز کا مرنا بھی ایک مستقل مسئلہ بلکہ بہت بڑی پریشانی بن چکی ہے، یاد رہے کہ یہ طرزِ عمل بدلنے کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ مؤمن کی شان نہیں اور نہ ہی یہ اسلامی معاشرے کی پہچان ہے۔

4۔ شریعت نے اہلِ میت کے ہاں صرف ایک دن رات کھانا بھیجنا مستحب قرار دیا ہے، اس لیے آجکل جو تین دن تک دن رات کھانے بھیجنے کا رواج ہے اور اس کو ضروری سمجھ لیا گیا ہے؛ یہ شریعت کے خلاف ہے، بلکہ آجکل تو تعزیت میں آنے والوں کے لیے میت کے لواحقین کی جانب سے تین دن تک دعوت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، حتٰی کہ اسی مقصد کے لیے باقاعدہ انجمن اور کمیٹی بنائی جاتی ہے جو کہ تین دن تک کھانا کھلانے کا اہتمام کرتی ہے، یاد رہے کہ یہ بھی شریعت کے سراسر خلاف ہے۔

5۔ اگر میت کے گھر والے اپنا کھانا خود ہی پکا سکتے ہوں تو یہ بھی بالکل جائز ہے، اس سے ان لوگوں کی غلطی معلوم ہو جاتی ہے کہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ تین دن تک میت کے گھر کھانا پکنا یا چولہا جلنا ہی جائز نہیں۔

6۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ تعزیت کے لیے جانے والے لوگ مہمان بن کر ہی کیوں جاتے ہیں کہ کھانے کا بوجھ بھی میت کے اہل خانہ پر ڈال دیا جائے، بلکہ نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ باقاعدہ اہل میت سے کھانا طلب کیا جاتا ہے، یہ کیسی تعزیت ہے!! ان بدعات اور غیر شرعی رسومات کا خاتمہ ضروری ہے جو کہ قربانی دیے بغیر مشکل ہے۔ (رد المحتار، احکامِ میت، امداد الاحکام، فتح القدیر، احسن الفتاویٰ، خیر الفتاویٰ، کفایت المفتی)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
3صفر 1441ھ/3 اکتوبر 2019